جلد ۴ اگست ۱۹۹۱ء شمارہ ۸

فیضانِ رضا

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

مشیرِ خصوصی:
چوہدری رفیق احمد باجوہ
ایڈووکیٹ

معاون: شہناز کوثر

خطاط: جمیل احمد قریشی تنویر رقم
خلیل احمد نوری

قیمت ۱۵ روپے (فی شمارہ)
۱۶۰ روپے (زرِ سالانہ)

مینجر: اظہر محمود

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور

پبلشر: راجا رشید محمود

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید۔ بک بائنڈنگ ہاؤس، ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ
لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰

(منظر رقم)

فون: 463684

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

ربیع الاوّل ۱۳۹۸ھ میں مجلسِ سخن کا قیام عمل میں آیا۔

۲۹۔ ربیع الاوّل ۱۳۹۸ھ/ ۹ مارچ ۱۹۷۸ (جمعرات) کو اِس پلیٹ فارم سے پہلا ماہانہ نعتیہ مشاعرہ ہوا۔ یہ سلسلہ اڑھائی برس تک بالالتزام جاری رہا۔ یہ مشاعرے گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور میں ہوتے تھے (یہ مدرسہ اُن دنوں مزارِ داتا گنج بخش رح کے پہلو میں تھا جہاں آج کل پارکنگ کا اہتمام ہے)

صفر ۱۴۰۰ھ/ جنوری ۱۹۸۰ کا مشاعرہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے اس مصرعِ طرح پر ہوا:

"ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمھاری واہ وا"

مشاعرے میں پڑھی جانے والی نعتوں کی کتابت کا اہتمام محققِ عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے کیا۔ خیال تھا کہ یہ نعتیں مرکزی مجلسِ رضا کے زیرِ اہتمام شائع کی جائیں لیکن کچھ خوشنویس صاحب کی "کاتبیت" کے زیرِ اثر، اور کچھ بعد میں مرکزی مجلسِ رضا پر بعض صاحبانِ ریش و دستار کی دستبرد سے، اس کی اشاعت تعویق کا شکار ہوئی۔

اب صفر المظفر میں اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کے یومِ وصال کے حوالے سے اُن کی اِس زمین میں کہی گئی یہ نعتیں نذرِ قارئینِ "نعت" ہیں۔

راجا رشید محمود۔ جنرل سیکرٹری مجلسِ سخن لاہور

فہرست

مضمون

احمد رضا کی ایک زمین میں نعت کہنے والے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلامُ الامامِ امامُ الکلام

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ وا

خامۂ قدرت کا حُسنِ دستکاری واہ وا
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ وا

اشک شب بھر انتظارِ عفوِ اُمّت میں بہیں
میں فدا چاند اور یُوں اختر شماری واہ وا

اُنگلیاں ہیں فیض پر، ٹُوٹے ہیں پیاسے جھُوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ وا

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اُٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ وا

مجرموں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
طالعِ برگشتہ تیری سازگاری واہ وا

کیا مدینہ سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج
کچھ نئی بُو بھینی بھینی، پیاری پیاری واہ وا

اس طرف روضہ کا نور، اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ وا

صدقے اس انعام کے، قربان اِس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا

پارۂ دل بھی نہ نکلا، دل سے تحفے میں رضاؔ
اُن سگانِ کُو سے اتنی جان پیاری واہ وا

(امام اہلِ سنّت مولانا) احمد رضا بریلوی (قدس سرہ)
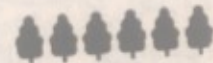
تضمین

چشم ہے یا چشمۂ فیضانِ باری واہ وا
ہر اشارہ ہے اک اذنِ رستگاری واہ وا
معصیت سے لطف کا پلّہ ہے بھاری واہ وا
کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ وا

ہر ادا ہے مظہرِ انوارِ باری واہ وا
اچھی اچھی ستھری ستھری، پیاری پیاری واہ وا
اس سراپا پر فدا صورت کے واری واہ وا
خامۂ قدرت کا حسنِ دستکاری واہ وا
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ وا

اِس محبت اس عنایت اس عطا کو کیا کہیں
معصیت کوشوں کو جو آرام دیں خود دکھ سہیں
سونے والوں کیلیے جاگا کریں مُضطر رہیں
"اشک شب بھر انتظارِ عفوِ اُمت میں بہیں
میں فدا، چاند اور یوں اختر شماری واہ وا"

کوثر و تسنیم کو کر دے کوئی اتنی خبر
جوش زن بحرِ عنایت ہے بعنوانِ دگر
آئیں، دل کی چھاگلیں بھر لیں، کریں ٹھنڈا جگر
"انگلیاں ہیں فیض پر، ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ وا"

ہیں رواں نوری سفر پر نور کے عالم کے شاہ
"نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
ہیں کھڑے بہرِ سلامی صف بہ صف نوری سپاہ
نور کی دنیا کیسے ہے اپنی آنکھیں فرشِ راہ
اُٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ وا"

مائل عاصی پروری پر ہے محبت کی نگاہ
جُستجو میں عاصیوں کی ہے شفاعت کی نگاہ!
ہے نگاہِ شافعِ محشر پہ قُدرت کی نگاہ!
"مُجرموں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ!
طابع برگشتہ تیری سازگاری واہ وا"

ہے تصوُّر میں نظر افروز منظر کی بہار
شامِ نکہت آفریں، صُبحِ مُعطّر کی بہار
عرش بر کف فرش کی، دیوار کی، در کی بہار
"اس طرف روضے کا نور، اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنّت کی پیاری پیاری کیاری واہ وا"

جو تھے ناکارہ سدا کے، ہو گئے وہ کام کے
بن گئے انسانِ کامل، تھے جو انساں نام کے
مل گئے دونوں جہاں دامن تمہارا تھام کے
"صدقے اِس انعام کے، قُربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا"

وہ رضا، اختر، فدائے سرورِ ہر دو سرا
دیکھیے ان کی محبت کا مقام و مرتبہ
عشق کا معیار، یہ مقطع ہے ان کی نعت کا
"پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا
اُن سگانِ کُو سے اتنی جان پیاری واہ وا"

اختر الحامدی (حیدرآباد)

نعتِ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے شعری محاسن

تحریر: راجا رشید محمود

دین اسلام کی تمام تر اساس محبت اور اخلاص و مودّت پر قائم ہے۔ دین نے ہمیں انسان سے خلوص و محبّت کا درس دیا ہے' جانوروں کے ساتھ شفقت سکھائی ہے' خدا کے ساتھ تعلق اور اس کے لوازم کو نبھانے کی ترغیب دی ہے۔۔۔۔ اور' یہ بات بلاخوفِ تردید کی جاسکتی ہے کہ اسلام محبّت کا دین ہے۔ جس دین میں جان کے دُشمن کا بھی بھلا کرنے کی تلقین کی جائے' جس میں دین کے اعدا کو معاف کردینے کی عادت ڈالی جائے' جس میں ظلم اور زیادتی کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا جاسکتا ہو' اور استبداد کی چکّی میں پسنے والوں کو اس مصیبت سے رہائی دلانے سے بہتر کوئی اور کام نہ ہو'۔۔۔۔ سب سے زیادہ زور انسانیت سے محبّت اور انسانوں سے رواداری اور حسنِ سلوک پر ہو' وہ دینِ اسلام محبّت ہی کی اساس پر قائم ہوا تا!

اور'۔۔۔۔ دین کے سربراہ مومنوں کے لیے رؤف و رحیم ہیں تو عالمین کے لیے رحمت ہیں۔ ان کی سیرتِ طیّبہ میں محبّت ہی کی عملداری نظر آتی ہے۔ انہوں نے محبت کی ہدایت کی' محبت ہی سے دل جیتے' محبت ہی کی بنیاد پر ایک نئی اور مضبوط مملکت کی بنیاد رکھی اور محبت ہی سے سب کام لیے۔ اگر دین کی اساس محبت ہے تو دین کے اپنی اساس پر قائم رہنے ہی سے اس کی برکات و فیوض سے متمتع ہوا جاسکتا ہے۔ جو عمارت اپنی بنیاد سے ڈھے جائے' وہ ڈھے جاتی ہے۔ اس لیے میری سوچی سمجھی رائے ہے کہ دین کے نام لیوا افراد اور جماعتوں کی جانچ پڑتال ہونی چاہیے کہ کون لوگ اس کی بُنیاد پر قائم ہیں اور کون اس سے

صرفِ نظر کر رہے ہیں یا اس سے دُور ہوتے جا رہے ہیں اور حضور فخرِ موجودات علیہ السّلام
و الصلوٰۃ کی آلِ اطہر، آپ کے رفیقِ کار صحابۂ کرام، آپ کے نام لیوا تابعین، تبع تابعین، آپ
کی راہوں کے راہی اولیاءِ کرام ----- سب سے اخلاص و محبّت کا رابطہ رکھتے ہیں۔
اسلام نے انسانیت کے ساتھ محبت پر زور دیا ہے اور مظہرِ انسانیت اور شرفِ انسانیت حضور
رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہیں۔

خداوندِ قدّوس و کریم جل شانہ، نے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اطاعت کو اپنی
اطاعت، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کو اپنی محبت، ان کے ہاتھ اور ان کے
فعل کو اپنا ہاتھ اور اپنا کام قرار دیا ہے۔ خدا نے اپنے آپ کو ربّ العالمین اور سرکار صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃٌ للعالمین فرمایا۔ اس نے اگر اپنے آپ کو رؤف و رحیم کہا ہے تو
مسلمانوں کے لیے ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والثناء کو بھی رؤف و رحیم فرمایا ہے۔ اس
نے ہمیں اپنی آوازیں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرنے کو کہا
ہے، ہمارے تمام تر معاملات میں ان کو حَکَم فرمایا ہے۔ غرض اللہ کا سارا کلام ان کی مدحت و
ثنا سے بھرا پڑا ہے، آپ کے فضائل و کمالات کے تذکارِ پاک سے پُر ہے۔ اسی لیے اعلیٰ
حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بے جا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

اس رباعی کے علاوہ ان کا ایک مقطع ہے:

جو کہے شعر و پاسِ شرع، دونوں کا حُسن کیونکر آئے
لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

ان اشعار میں مولانا احمد رضا بریلوی نے دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے احکامِ شریعت کو ملحوظ رکھا

ہے اور کہیں ان سے رُوگردانی یا گریز کی راہ اختیار نہیں کی۔

محبّت دین کی بنیاد ہے اور دین کی عملی صورت پیغمبرِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول و
فعل ہے۔ اس لیے دین کی اصولیات پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو تفوّق
اور اوّلیّت حاصل ہے۔

اس مسئلے کو اعلیٰ حضرت احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے:

مولا علیؓ نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر، سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیقؓ بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جان فروضِ غُرر کی ہے
ہاں، تو نے اُن کو جان، اُنھیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصلُ الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

ان اشعار میں موجود تلمیحات سے واضح ہوتا ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل
ثابت کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت میں جان تک نچھاور کرنا اصل ایمان
ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی نعت داخلی اور خارجی شاعری کا حسین امتزاج
ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن و سنّت سے پوری طرح تطابق رکھتی ہے۔ خارجی شاعری کا تعلق
کائنات سے ہوتا ہے لیکن جب شاعر اپنے ذاتی اور شخصی تجربات و مشاہدات اور جذبات کو
شاعری میں سمو دیتا ہے تو وہ داخلی شاعری کہلاتی ہے۔ فاضل بریلوی کی شاعری ان معنوں میں
خارجی ہے کہ وہ کائنات کے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر پر مبنی ہوتی ہے اور
اس تذکرے میں کائنات پر سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے فیضانِ عمومی پر گفتگو ہوتی
ہے۔ لیکن ان ارفع اور اعلیٰ مضامین کو نظم کرتے ہوئے آپ ان تصاویر میں داخلی رنگ

بھرتے ہیں اور اپنے قلب کی عکاسی کرتے ہیں۔ داخلیت اور خارجیت کے ان عناصر کے ساتھ احمد رضا بریلوی شریعت کا پاس رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

پیشِ نظر وہ نوبہار، سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے۔ ہاں یہی امتحان ہے

یعنی جہاں محبت اور عشق کی انتہا کا سوال آتا ہے، شریعت سدِّ راہ بن جاتی ہے، اور کسی ایسی سمت سوچنے بھی نہیں دیتی جس سے دین نے منع کیا ہو۔ مولانا احمد رضا بریلوی نے اپنی جس نعت میں آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم کے معجزات کا سب سے زیادہ ذکر کیا ہے، اس کا مطلع ہے:

بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا
لمعۂ باطن میں گمنے جلوۂ ظاہر گیا

ایک اور نعت میں فرماتے ہیں:

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہوں میرے شاہ، میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ دے گی سب کچھ اُن کے ثنا خواں کی خامشی
چُپ ہو رہا ہے کہہ کے، میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ، خلق کا آقا کہوں تجھے

نعت سنّتِ کبریا ہے۔ قلم و زبان کا اس راہ میں قدم رکھنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اس فرض سے وہی شخص بطریقِ احسن عہدہ برآ ہو سکتا ہے جس کی نگاہ علمِ دین کے تمام شعبوں پر ہو، جو شریعت پر پوری طرح عامل ہو، جو حضور حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا سے سچی محبت رکھتا ہو۔ چنانچہ علمِ دین سے بے گانہ شخص کے لیے نعت گوئی واقعی بے حد مشکل کام ہے۔ جس شخص کو الوہیت کی حدود، رسالت کی عظمت اور اپنی کم مائیگی کا شدید احساس نہ

ہو، خدا اور رسول خدا (جل شانہ، وصلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام جس کے دل و دماغ پر مرتسم نہ ہوں، جو معبود اور محبوب کے نازک فرق کو پیشِ نظر نہ رکھے اور "عبد" اور "عبدہٗ" میں بُعد کو فراموش کر دے،۔۔۔۔ اس کے لیے اس راہ سے بخیریت گزرنا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی شخصیت جامع الصفات ہے۔ بیسیوں علوم پر ان کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے۔ وہ اگر منفرد عالم تھے تو بے نظیر فقیہ بھی تھے۔ اگر علمِ ریاضی کے ماہرین اُن سے استفادہ کرتے تھے تو محدّثین و مفسرین نے بھی ان سے بہت کچھ سیکھا۔ وہ ہیئت، فلسفہ، نجوم، جفر اور بیسیوں دوسرے علوم میں اگر مُنتہیانہ شان کے مالک تھے تو بحرِ شعر و سخن کے بہت بڑے شناور بھی تھے۔ ان کے مجموعۂ کلام "حدائقِ بخشش" میں ایسے ایسے موتی منظوم ہیں کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔

احمد رضا بریلوی نے ایسی سنگلاخ زمینوں میں مدحتِ مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والثنا کے پھول کھلائے ہیں، مفاہیم و معانی کے وہ باب وا کیے ہیں اور سادگی و پُرکاری کی وہ مینا کاری کی ہے کہ ذوق عش عش کر اٹھتا ہے اور وجدان جھوم جھوم جاتا ہے۔ ان کے ہاں فکر کی گہرائی ہے، جذبوں کی سچائی ہے اور محاسن کی فراوانی ہے۔ انہوں نے قلب کی واردات کو صوت و آہنگ کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔

ان کی نعت گوئی کی ایک خصوصیت تو یہ ہے کہ ان کی ادبی و شعری گُلکاریوں کی بنیاد قرآن و احادیث کے مضامین پر ہے۔ تلمیحات کی زبان میں انہوں نے خدا و رسول (جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ارشادات و فرامین اور سیرتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنے شعروں کو مزیّن کیا ہے۔ مثلاً

ان پر کتاب اُتری بیاناً لکلّ شئ
تفصیل جس میں مَاعَبَر و مَاغَبَر کی ہے

سنگ ریزہ می زند دستِ جناب
"مَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ" آمد خطاب

اَنْتَ رَحِیْمٌ نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائیِٔ دوست

کُھلے کیا رازِ محبوب و محب مستانِ غفلت پر
شرابِ قَدْ رَاَ الْحَق زیبِ جامِ مَنْ رَّاٰنِیْ ہے

ک گیسو، ہ دہن، ی ابرو، آنکھیں ع ص
کٓھٰیٰعٓصٓ اُن کا ہے چہرہ نور کا

ان کی ایک دوسری خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے چار زبانوں میں ایک نعت کہی ہے۔ اس سے پہلے امیر خسروؒ نے تین زبانوں میں غزل ضرور کہی، لیکن اس میں بھی مضمون آفرینی، بندشوں کی چستی اور کیف و گداز کی کیفیتیں نظر نہیں آتیں، جبکہ احمد رضا بریلوی" کے ہاں ان کے علاوہ دیگر صنائع و بدائع بھی دکھائی دیتے ہیں اور تاثر کی اکائی کہیں مجروح ہوتی نظر نہیں آتی۔

لَمْ یَاْتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شُد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے، تجھ کو شہ دوسرا جانا

کلامِ رضا کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ایک ایک شعر میں کئی کئی صنعتیں نظر آتی ہیں، ندرتِ تخیل اور مضمون آفرینی اپنی بہار دکھاتی ہے۔ "شعر و پاسِ شرع" کے امتزاج کا ادّعا اپنی جگہ سچا ہے اور گلستانِ نعت کے رنگا رنگ گل بُوٹوں کی شگفتگی اور تازگی میں جمالِ مصطفویؐ کا نکھار اور عشقِ حبیبؐ کی بہار وجد آفریں نظر آتی ہے۔ ایک نعت کا مطلع ہے۔

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمنؐ پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

اس میں صنعت تنسیق الصفات کے علاوہ تشبیہ کی ندرت اور پاکیزگی، فکر کی معانی آفرینی،

الفاظ کا انتخاب اور اظہار کی معصومیت عجیب کیفیت پیدا کر دیتے ہیں۔ تنسیق الصفات کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمایئے۔

اصالتِ کُل، امامتِ کل، سیادتِ کل، امارتِ کل
حکومتِ کل، ولایتِ کل خدا کے یہاں تمہارے لیے

قصیدۂ درودیہ ۵۹۔ اشعار پر مشتمل ہے، جس میں سات مطلعے ہیں۔ ہر شعر کا پہلا مصرع ذو قافیتین ہے اور ہر قافیے میں حروفِ ہجا کی ترتیب کا التزام ہے اور ان تمام پابندیوں اور التزامات کے ساتھ، معانی آفرینی، محاسنِ سخن اور پاسِ شریعت بدرجۂ اتم نظر آتے ہیں۔ نمونہ دیکھیے:

بے ہنر و بے تمیز، کس کو ہوتے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا، تم پہ کروروں درود
سینہ ہے کہ داغ داغ، کہہ دو کرے باغ باغ
طیبہ سے آکر ہوا۔ تم پہ کروروں درود

یہ صورت آج تک کسی اور شاعر کے ہاں نظر نہیں آئی۔
اعلیٰ حضرت بریلوی قُدِّس سرّہ السامی جن پچاس سے زیادہ علوم کے مُنتہی تھے، ہم میں سے اکثر کو ان کے نام تک نہیں آتے۔ لیکن انہوں نے اپنی نعتیہ شاعری میں بھی ان علوم و فنون کو استعمال کیا ہے۔ حدائقِ بخشش حصۂ سوم کے صفحہ ۳۳، ۳۴ پر ایک قصیدے میں علمِ ہیئت و نجوم کی اصطلاحات میں بات کی ہے۔ اپنے کلام میں جگہ جگہ انہوں نے مختلف علوم کی زبان میں مافی الضمیر بیان کیا ہے۔ علمِ ہندسہ اور مابعدُ الطبیعیات کی کیفیت قصیدۂ معراجیہ میں ملاحظہ ہو۔

محیط و مرکز میں فرق مشکل، رہے نہ فاصل خطوطِ واصل
کمانیں حیرت سے سر جھکائے، عجیب چکّر میں دائرے تھے

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو' تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو

محیط کی چال سے تو پوچھو' کدھر سے آئے' کدھر گئے تھے

نعتِ رضا میں فلسفے کی جلوہ طرازیاں دیکھیے:

پوچھتے کیا ہو' عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں

کیف کے پر جلیں جہاں' کوئی بتائے کیا کہ یوں

غایت و علّتِ سبب' بہر جہاں تم ہو سب

تم سے بنا' تم بنا' تم پہ کروروں درود

قصیدۂ نور میں منطق کے اثرات دیکھیے:

ذرّے مہرِ قدس تک تیرے توسّط سے گئے

حدِ اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

نعت میں علمِ نجوم کی مہارت کی ایک صورت یوں دکھائی:

دنیا' مزار' حشر' جہاں ہیں غفور ہیں

ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں

جھرمٹ کیے ہیں تارے' تجلی قمر کی ہے

احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے بڑی مشکل زمینوں میں نعت کے نہایت شگفتہ پھول کھلائے ہیں' مثلاً

جس کو قرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے منعمو!

ان کے خوانِ جود سے ہے ایک نانِ سوختہ

اس شعر میں دیگر محاسن کے علاوہ صنعتِ حسنِ تعلیل کی پھبن بھی پیشِ نظر ہے۔ صنعتِ تلمیح تو اُن کے کلام میں جابجا دکھائی دیتی ہے۔

عرش سے مژدۂ بلقیس شفاعت لایا

طائرِ سدرہ نشیں' مرغِ سلیمانِ عرب

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں

کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسانؓ عرب

صنعتِ مراعات النظیر کی دو ایک مثالیں دیکھیے:

جا بجا پرتو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں

دن کو ہیں خورشید' شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو

ساری بہارِ ہشت خلد چھوٹا سا عطردان ہے

مالکِ کونین ہیں' گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

صنعتِ تجنیس کی ایک مثال دیکھیے:

جو گدا دیکھو' لیے جاتا ہے توڑا نور کا

نور کی سرکار ہے' کیا اس میں توڑا نور کا

"حدائقِ بخشش" میں تجنیسِ مماثل' تجنیسِ زاید' تجنیسِ تام اور تجنیسِ خطی کی بہت سی مثالیں دکھائی دیتی ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے' لفظ "خاک" کی نسبت سے کتنے مضامین ادا کیے ہیں:

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا — خاکی تو وہ آدم جدِ اعلیٰ ہے ہمارا

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں — یہ خاک تو سرکار سے تمغہ ہے ہمارا

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیدِ عالمؐ — اُس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا

صنعتِ حسنِ تعلیل کی دو صورتیں مثال کے طور پر حاضر ہیں:

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہِ کامل کو

سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

جس کو قرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے مُنعمو!
ان کے خوانِ جُود سے ہے ایک نانِ سوختہ

صنعتِ تلمیح کا حُسن اربابِ علم و دانش کی نظروں کو یوں خیرہ کرتا ہے:

عرش سے مُژدۂ بلقیسِ شفاعت لایا
طائرِ سدرہ نشیں مُرغِ سلیمانِ عرب

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضؔا بریلوی کی قریباً ہر غزل میں دو تین شعر صنعتِ تضاد کا بہترین نمونہ نظر آتے ہیں:

دل عبث خوف سے پتّا سا اُڑا جاتا ہے
پلّہ ہلکا سہی' بھاری ہے بھروسا تیرا

صنعتِ تجاہلِ عارفانہ کی جلوہ ریزیاں بھی قابلِ دید ہیں:

طیبہ سے ہم آتے ہیں' کہیے تو جناں والو!
کیا دیکھ کے جیتا ہے' جو واں سے یہاں آیا
کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں
نرگسِ مستِ ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

ان کا ایک شعر ہے۔

خوب مسعیٰ میں بہ اُمیدِ صفا دوڑ لیے
رہِ جاناں کی صفا کا بھی تماشہ دیکھو

اس کا تجزیہ کریں تو پہلے اور دوسرے مصرعے کے صفا میں صنعتِ تجنیس ہے۔ سعی چونکہ کوہِ صفا اور مروہ کے درمیان کی جاتی ہے' اس لیے پہلے مصرعے کے "صفا" میں صنعتِ ایہام بھی ہے اور سعی کی طرف اشارہ صنعتِ تلمیح بھی ہے۔ اسی طرح ان کے ایک ایک شعر میں کئی صنعتیں نظر آتی ہیں۔

کلامِ رضؔا میں صنعتِ لف و نشر کی دو ایک مثالیں ملاحظہ ہوں:

دو قمر' دو پنجۂ خُور' دو ستارے' دس ہلال
ان کے تلوے' پنجے' ناخن' پائے اطہر' ایڑیاں

دل بستہ' بے قرار و جگر چاک و اشکبار
غنچہ ہُوں' گُل ہوں' برقِ تپاں ہوں' شرار ہوں

دندان و لب و زلف و رخِ شہؐ کے فدائی
ہیں دُرِّ عدن' لعلِ یمن' مشکِ ختن' پھُول

لف و نشر غیر مرتب کی ایک ایسی مثال دیکھیے جس کی نظیر کسی نعت گو استاد کے کلام میں دکھائی نہیں دیتی۔

حسنِ یوسفؑ پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

غزل گوؤں کے ہاں تو محاکات کے بڑے دلنشیں انداز نظر آتے ہیں لیکن آدابِ نعت کے ساتھ' اس خصوصیت کو اس انداز میں کوئی شاعر استعمال نہیں کرسکا جس طرح احمد رضؔا بریلوی نے اسے برتا ہے۔ خصوصاً قصیدہ معراجیہ کے اکثر اشعار محاکات سے بھرپور نظر آتے ہیں:

اُدھر سے پیہم تقاضے آنا' اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا' جمال و رحمت ابھارتے تھے
اُٹھے جو قصرِ دنیٰ کے پردے' کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی' نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے' ارے تھے

کسی ذرّے کی قسمت پر اگر چاند رشک کرے اور وہ رنگ رخِ آفتاب بن جائے تو وہ کیسا ذرّہ ہوگا۔ لاریب وہ سرکارِ والا تبار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ گردوں جناب ہی کا ذرّہ ہو سکتا ہے۔ اور 'اپنی اس حیثیت پر' احمد رضا بریلوی بجا طور پر مفتخر ہیں۔ حسنِ تغزل کا مزا بھی لیجیے:

رشکِ قمر ہوں، رنگِ رُخِ آفتاب ہوں
ذرّہ جو تیرا اے شہِ گردوں جنابؐ ہوں

زبان کی سلاست، سادگی، بندشوں کی چستی، مضامین کی رفعت، الفاظ کا دروبست اور جذبات کی بے ساختگی کلامِ رضاؔ میں جابجا نظر آتی ہے۔ محاورہ بندی کی کچھ صورتیں پیش کرتا ہوں:

بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دَورِ زلفِ والا میں
تسلسُل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

لحد میں عشقِ رخِ شہؐ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سُنی تھی، چراغ لے کے چلے

طیبہ نہ سہی افضل، مکّہ ہی بڑا زاہد!
ہم عشق کے بندے ہیں، کیوں بات بڑھائی ہے

احمد رضاؔ بریلوی نے بڑی سنگلاخ زمینوں میں نعت کے رنگا رنگ پھول کھلائے۔ تین نعتوں کے مطلعے دیکھیے:

تمہارے ذرّے کے پرَتو ستارہ ہائے فلک
تمہارے نعل کی ناقص مَثَل ضیائے فلک

نارِ دوزخ کو چمن کر دے بہارِ عارض
ظلمتِ حشر کو دن کر دے نہارِ عارض

رونقِ بزمِ جہاں ہیں عاشقانِ سوختہ
کہہ رہی ہے شمع کی گویا زبانِ سوختہ

دیکھیے ایک اور سخت زمین کو انہوں نے کس طرح پانی کیا ہے:

خورشید تھا کس زور پر، کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا، یہ بھی نہیں، وہ بھی نہیں

اعلیٰ حضرت احمد رضاؔ کی ایک فارسی نعت کے دو شعر بھی ملاحظہ فرمائیے:

بر ابروئے آں قبلۂ قوسین سلامے
بر چشمِ خطا پوش و عطا بار درودے
برگوشِ نبیؐ، کانِ کرم باد سلامے
بر طرۂ آں گیسوئے خمدار درودے

اُسلوب اظہارِ خیال کا ذریعہ ہے لیکن جذبہ روحِ شعر ہے اور اس کے بغیر شاعری کا تصوّر بیکار ہے۔ انہوں نے اصولِ شرع کو پیشِ نظر رکھا ہے اور اپنے جذبات سے کام لیا ہے۔ مکّہ معظمہ اور مدینۂ طیبہ کے ذکر میں کہتے ہیں:

کعبہ دلہن ہے، تربتِ اطہر نئی دلہن
یہ رشکِ آفتاب، وہ غیرتِ قمر کی ہے
دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی، مگر
جو پی کے پاس ہے، وہ سہاگن کنور کی ہے
سرسبزِ وصل یہ ہے، سیہ پوشِ ہجر وہ
چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

طیبہ نہ سہی افضل، مکّہ ہی بڑا زاہد!
ہم عشق کے بندے ہیں، کیوں بات بڑھائی ہے

گنبدِ خضرا اور خاکِ طیبہ کا ذکر آیا ہے تو یاد رہے کہ عشاقِ مصطفیٰؐ کے لیے اس سرزمینِ پاک میں جو کشش ہے، اس کے پیشِ نظر احمد رضاؔ نے اپنی بیشتر نعتوں میں خاکِ طیبہ کے بارے میں اپنے جذباتِ عقیدت و ارادت کا اظہار کیا ہے۔ جیسے:

خم ہو گئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سن ہم پہ مدینہ ہے، وہ رتبہ ہے ہمارا

نہ آسمان کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
حضورِ خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا

"حاضریِ درگاہِ ابدپناہ" کے تذکرے میں کہتے ہیں:

ہاں ہاں، رہِ مدینہ ہے۔ غافل، ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے! یہ جا چشم و سر کی ہے

عشقِ سرورِ انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے آپ کو سگِ دربارِ آقا کہا اور اس پر فخر کیا، اور اس کے باعث آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو زیارت سے مشرّف فرمایا۔ ایک عالمِ نارسائی میں آپ نے مواجہہ شریف میں جب نعت کا یہ مقطع پڑھا۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتّے ہزار پھرتے ہیں

تو حضور رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے انہیں دیدار سے نوازا۔ سگِ طیبہ سے نسبت پر فخر کوئی نیا موضوع نہیں۔ نعت گو شعرا آج تک اس موضوع پر اپنے جذباتِ عقیدت کو قلم و قرطاس پر بکھیرتے آرہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے کہا۔

رضاؔ کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیار سے نسبت کے ساتھ احمد رضا بریلوی کی محبت اور عقیدت کا یہ عالم ہے کہ عظیم مدح گوئے مصطفیٰ حضرت حسّان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے یہی نسبت قائم فرمانے میں فخر محسوس کرتے ہیں کیونکہ ثنا خوانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ارفع واعلیٰ مقام اور کیا ہو سکتا ہے۔

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسّانِ عرب

ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے خدا کے حضور جس مقامِ محبوبیت پر فائز

ہیں، اس کی توصیف و ثنا برحق ہے مگر بطورِ خاص جب اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور عُلوِ خاص سے نوازا، تو اس کا ذکر اعلیٰ حضرتؒ نے بھی فرمایا۔

پوچھتے کیا ہو، عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں
کیف کے پر جلیں، جہاں کوئی بتائے کیا کہ یوں

ان کے قصیدۂ معراجیہ کے ایک ایک شعر، ایک ایک لفظ، ایک ایک حرف میں کیف و رنگ کی برسات اور محبت و ارادت کے جلوے نظر آتے ہیں:

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوتے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

علامہ احمد رضا خاں دین کے ایک تبحّرِ عالم کی حیثیت سے مختلف اختلافی امور کو شعر کے جامے میں یوں حل کر دیتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ دیکھیے۔

ہے انہی کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالَم نہ تھا، گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

اسی مضمون کو ایک اور جگہ یوں بیان کیا ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اعدائے مصطفیٰ کا ذکر ہمیشہ سخت الفاظ میں کیا ہے۔ ان کی کسی سے لڑائی اپنی ذات کی خاطر نہیں، ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے رہی۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبے کے بارے میں کسی ایسے خیال کا اظہار کریں جو قرآن واحادیث کی تعلیمات کے منافی ہو، احمد رضا اُن کو کسی چھوٹ کا سزاوار نہیں سمجھتے۔

کلکِ رضاؔ ہے خنجرِ خونخوار، برق بار
اعدا سے کہہ دو، خیر منائیں، نہ شر کریں

اس سلسلے میں ان کا واضح موقف یہ ہے کہ

دشمنِ احمدؐ پہ شدت کیجیے
ملحدوں سے کیا مروّت کیجیے

اعلیٰ حضرت بریلویؒ کو اللہ تعالیٰ کے خالق و مالکِ حقیقی ہونے، حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ان کا بندہ ہونے اور ہمارے ان دونوں کا بندہ ہونے کا اعتراف بھی ہے اور افتخار بھی، کہ یہ قرآن کی تعلیم ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم خدا تعالیٰ کے بندے بھی ہیں لیکن محبوب بھی تو ہیں، اور خالق و مالکِ حقیقی کا محبوب کس کس چیز کا مالک نہ ہوگا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیبؐ
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

شاعری کے بارے میں مختلف تنقید نگاروں نے مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ شاعری خیالات اور الفاظ کا مجموعہ ہے جس میں جذباتی عُنصر بھی شامل ہو۔ شاعری اظہارِ جذبہ کا نام ہے۔ شاعری تمام علوم کی روح ہے۔ شاعری حسن کی متوازن تخلیق ہے۔ شاعری تخیل کی مدد سے پاکیزہ جذبات کے اظہار کا نام ہے۔ شاعری زندگی کی تفسیل ہے۔ شاعری ایک ایسا فن ہے جس میں صداقت و تخیل کا امتزاج ہوتا ہے۔ یہ اور اس قسم کے بیشتر خیالات پر اعلیٰ حضرت کی شاعری پوری اترتی ہے۔۔۔۔ اگرچہ ان کی شاعری محض محبت ہے، دین ہے، ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے تحفظ کا احساس ہے، جذبہ ہے، خلوص ہے۔ ان کے خیالات میں لطافت و نزاکت ہے۔ وہ وارداتِ قلبیہ کو شعر کی زبان بخشتے ہیں۔ بندش کی چستی، خیالات کی نزاکت اور معنی آفرینی ان کے کلام کی خصوصیات ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلویؒ کی شاعری محض قافیہ پیمائی نہیں، صدق و خلوص کی رہنمائی میں روانی، ہمواری اور پختگی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ خود فرماتے ہیں۔

مُلکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم
جس سمت آگئے ہو، سکّے بٹھا دیے ہیں

آپ صرف شاعر نہیں بلکہ مفسر، محدث، فقیہ، ادیب، مصنف، قاری، حافظ، متکلم اور

مفتی تھے۔ آپ نحو، صرف، کلام، ریاضی، تاریخ، جغرافیہ، فلسفہ، ہیئت، اصول، فقہ، منطق، نجوم، جفر، اور بیسیوں دوسرے علوم کے منتہی تھے۔ آپ نے جتنی کم عمری میں تمام علوم میں سندِ فضیلت اور مہارتِ تامہ حاصل کی، اس کے بارے میں جان کر سخت حیرت ہوتی ہے کہ کسی انسان میں ایسی خصوصیات ہو سکتی ہیں! مگر جس پر اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کی نظرِ کرم ہو، اس کے لیے یہ صلاحیتیں تعجب کی بات نہیں۔ مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پچاس کے قریب علوم کی ہزار کے لگ بھگ کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے ایک فتاویٰ رضویہ ہے، جو ہزارہا صفحات پر مشتمل ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ جذبۂ عشقِ رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کے فروغ و تحفظ کے داعی تھے۔ آپ نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کو کسی خوف کے بغیر اپنے لیے طرۂ امتیاز سمجھا۔ آپ کی فکر و نظر کا سرچشمہ قرآن و سنت تھا اور زندگی عشقِ فخرِ موجودات علیہ السلام والصلوٰۃ سے عبارت تھی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کے تبحرِ علمی اور نکتہ آفرینی کا اعتراف اکابرِ اسلام نے کیا ہے اور برصغیر کے علاوہ حرمین الشریفین کے علما و فضلا نے آپ کو مجددِ مأتہ حاضرہ قرار دیا۔ اس نابغۂ روزگار شخصیت نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا، شکایت اور گلہ گزاری تک بھی نہیں پہنچے مگر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا معاملہ آیا تو کبھی رُو رعایت بھی نہیں کی۔

آپ کی جلالتِ علمی اور محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کا اعتراف عرب و عجم کے آپ کے ہم عصر علما ہی نے نہیں کیا، آج کے علما اور ادبا بھی ان کی جامع الصفات شخصیت کی تعریف و توصیف میں رطبُ اللّساں ہیں۔ ہندوپاک کے مشہور ادیب و نقاد اور عالم، استاذالاساتذہ ڈاکٹر سید عبداللہ فرماتے ہیں۔ "عالم اپنی قوم کا ذہن اور اس کی زبان ہوتا ہے اور وہ عالم جس کی فکر و نظر کا محور قرآن حکیم اور حدیث نبویؐ ہو، وہ ترجمانِ علم و حکمت، نقیبِ حق و صداقت اور محسنِ انسانیت ہوتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ بھی ایسے ہی عالمِ دین تھے تو یہ مبالغہ نہ ہو گا، وہ بلاشبہ جیّد

عالم، متبحر حکیم، عبقری فقیر، صاحبِ نظر مفسرِ قرآن، عظیم محدث اور سحر بیان خطیب تھے۔ لیکن ان تمام درجاتِ رفیع سے بھی بلند تر ان کا ایک درجہ تھا اور وہ ہے عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا۔" (پیغاماتِ یومِ رضا۔ مرکزی مجلسِ رضا، لاہور)

اردو کے نامور محقق ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں "اردو شاعری اور تصوف" کے موضوع پر اپنے ایک مقالے میں لکھتے ہیں۔ "اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک عاشقِ رسول، یعنی مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا ذکر بھی کر دیا جائے جن سے ہمارے ادبا نے بے اعتنائی برتی ہے حالانکہ یہ غالباً واحد عالمِ دین ہیں جنہوں نے نظم و نثر دونوں میں اردو کے بے شمار محاورات استعمال کیے ہیں اور اپنی علمیت سے اردو شاعری میں چار چاند لگا دیے ہیں"۔ (فکر و نظر اسلام آباد۔ جنوری ۱۹۷۶ء)

ماہر القادری کا کہنا ہے۔ "مولانا احمد رضا خاں بریلوی مرحوم دینی علوم کے جامع تھے۔ یہاں تک کہ ریاضی میں بھی دستگاہ رکھتے تھے۔ دینی علم و فضل کے ساتھ ساتھ شیوہ بیان شاعر بھی تھے"۔ (فاران کراچی۔ ستمبر ۱۹۷۳ء)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے اپنی تصنیف "اردو کی نعتیہ شاعری" میں اس عظیم مدح گوئے مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثنا) کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ "علماءِ دین میں نعت نگاری کی حیثیت سے سب سے ممتاز نام مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا ہے۔ ان کی شاعری کا محور خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور سیرت تھی۔ مولانا صاحبِ شریعت بھی تھے اور صاحبِ طریقت بھی۔ سادہ و بے تکلف زبان اور برجستہ و شگفتہ بیان ان کے کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں"۔

ان کے علاوہ ادبا و محققین میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر پیر محمد حسن، ڈاکٹر پروفیسر محمد ایوب قادری، ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ڈاکٹر محمد باقر، پروفیسر فیاض کاوش، شاعر لکھنوی، حکیم نیر واسطی اور بہت سے دوسرے اہل علم و فضل حضرات نے مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے علم و ادب اور عشقِ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے اپنے

تاثرات قلم بند کیے ہیں۔

ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم کی روایت کے مطابق حکیم الامت شاعرِ مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ "ہندوستان کے دورِ آخر میں مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ جیسا طباع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔ ان کے فتاویٰ کے مطالعے سے ان کی ذہانت، فطانت، جودتِ طبع، کمالِ فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر ظاہر ہوتا ہے۔" (اردو ڈائجسٹ لاہور۔ سالنامہ ۱۹۷۵ء)

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز نے جہاں ایک شاعر کی حیثیت سے بڑے بڑے نقادانِ فن سے اپنے کمالات کا لوہا منوایا ہے اور زمانے کے عظیم علماءِ کرام نے ان کے علمِ دین کا اعتراف کرنے کو اپنی عزت سمجھا ہے،۔۔۔۔۔۔ وہاں آپ اتنے بڑے ریاضی دان تھے کہ علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین، پروفیسر سلیمان اشرف کی معیت میں ریاضی کے کسی الجھے ہوئے مسئلے کو حل کرنے کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ نے اسے منٹوں میں حل کر دیا۔ نجوم، فلکیات، علم الرجال، علم الحدیث، ارضیات، فنِ اوفاق و تکسیر، علمِ جفر اور بیسیوں علوم میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ تاریخ گوئی میں ان کے کمالات کی متعدد روایات ملتی ہیں۔ بلا تکلف تاریخی مادے بیان کر دیا کرتے تھے۔

مولانا احمد رضا خاں نے کبھی سیاست میں باقاعدہ حصہ نہیں لیا مگر جب اسلام کی حقانیت کے خلاف ژاژخائی ہوئی اور ملی تشخص و تحفظ کے خلاف کارروائیاں عمل میں آنا شروع ہوئیں، ان کے خلاف ضرور آواز بلند کی۔ اکبر اور جہانگیر کے دور میں "وحدتِ ادیان" کا جو شور مچا اور "دینِ الٰہی" کے نام سے جو کھچڑی تیار کی گئی تھی، اس سازش کا مقابلہ، مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کے تصور کے احیاء و فروغ کے لیے امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی علیہ الرحمہ نے کیا۔ حضرتِ مجدد شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کی تقلید میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے غیر مسلمانوں کے ساتھ محبت و مودت اور مواخات کے خلاف پُرزور آواز بلند کی۔ انہوں نے فرمایا۔ "تمہارے کام نہ انگریز کی پتلون آئے گی، نہ پنڈت کی

دھوتی۔ تم صرف سرکارِ ابد قرار (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کے در کی غلامی کی بدولت عروج و ترقی کر سکتے ہو"۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کے ملّی تشخص کا نہ صرف ملّتِ اسلامیہ کو تصوّر دیا بلکہ ہندو مسلم اتحاد کی ہرہانگی کے خلاف مؤثر آواز اٹھائی اور ترکِ موالات کی مخالفت میں مشرکین سے میل جول' اختلاط اور سیاسی اتحاد کے خلاف زبان و قلم سے جہاد کیا۔ کہتے ہیں۔
"گائے کی قربانی مسلمانوں سے چھڑائی جاتی ہے۔ موحد پر قشقہ جو شعارِ شرک ہے' کھینچا جاتا ہے۔ مساجد اہلِ ہنود کی تفریح گاہیں' مندر مسلمانوں کا ایک مقدس معبد ہے۔ ہولی شعارِ اسلام ہے۔ یہ سارے مسائل ان صورتوں میں اس لیے ڈھل گئے ہیں کہ ہندوؤں کی دلنوازی اور استرضا سے زیادہ اہم نہ توحید ہے نہ رسالت' نہ معاد۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔"
(النور)

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے ہندو مسلم اتحاد کے داعیوں کو "جدید فرقہ گاندھویہ" کا نام دیا جو ہر لحاظ سے جامع و مانع ہے۔

انہوں نے عربی زبان میں ایک تفسیر لکھی۔ بیضاوی' در منثور' خازن' معالم' اتقان پر عربی میں حواشی لکھے۔ حدیث اور اصولِ حدیث پر پچاس کے قریب کتابیں لکھیں' فقہ و تجوید پر ۷۰' اور عقائد الکلام پر آپ کی ۲۲ تصانیف ہیں۔ تاریخ و سیر پر ۷' علم جفر و تکسیر پر ۱۱' جبر و مقابلہ پر ۴' نجوم و توقیت اور حساب پر ۱۹' اور علم ہیئت' ہندسہ اور ریاضی پر ۲۸ کتابیں تحریر فرمائیں۔ فلسفہ اور منطق پر ۶ کتابیں لکھیں۔ ایک کتاب زمین کی حرکت کی تردید میں' اور ایک کتاب سورج کی گردش کے ثبوت میں ہے۔ تفسیر' حدیث' فقہ' اور کلام وغیرہ کی ڈیڑھ سو کتابوں کے حواشی لکھے جو بجائے خود مستقل تصانیف کا درجہ رکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو کافر بناتے تھے۔ ان پر کافر گری کے اس الزام کی حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے زندگی میں صرف پانچ مرتبہ تکفیر کی ہے۔۔۔ اولاً مرزا غلام احمد قادیانی کی۔ ثانیاً اس عبارت پر کہ اگر آنحضور

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بعد ہزاروں نبی پیدا ہو جائیں تو بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ ثالثاً اس اصرار پر کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ رابعاً شیطان اور ملک الموت کو ساری زمین کا علم رکھنے پر۔ اور خامساً اس بات پر کہ جتنا علم حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ہے' اتنا تو بچوں' پاگلوں اور جانوروں کو بھی ہے۔

مولانا احمد رضا کے معاندین اُن پر امورِ بدعت کی سرپرستی کا الزام بھی عاید کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے بڑا افترا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ قرآن و سنت کی تبلیغ میں زندگی گزار دینے والا شخص بدعت کا حامی کیسے ہو سکتا ہے؟۔ حقیقت یہ ہے کہ مخالفت و مخاصمت کے طوفان کے زیر اثر جو کچھ بھی کہہ لیا جائے مگر اعلیٰ حضرت نے امورِ بدعت کے خلاف جو جہاد کیا ہے' وہ بہت کم علماءِ دین کے حصے میں آیا ہوگا۔ دین کی اس اساس کے بارے میں کہ تحریمی یا تعظیمی ہر طرح کا سجدہ صرف اور صرف وحدہٗ لاشریک کے لیے ہے' اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور کتاب "الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ" لکھی۔ آپ نے اولیا اور عوام کے مقابر پر خواتین کے جانے کی ممانعت کا فتویٰ دیا' پیر سے پردہ واجب قرار دیا' آخری چہار شنبہ کی رسوم وغیرہ کو بے اصل ٹھہرایا۔ قبر اور بوسہ کے بارے میں فتویٰ دیا کہ "بلا شبہ و شک غیر کعبۂ معظمہ کا طواف ناجائز ہے اور غیرِ خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر میں علما کا اختلاف ہے۔ خصوصاً مزاراتِ طیبہ اولیاءِ کرام کہ ہمارے علما نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑے رہو۔ یہی ادب ہے۔ پھر بوسہ کیوں کر متصوّر ہے"۔

مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا مقام علمِ دین میں شانِ مجددیت کا حامل ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کتبِ اصول میں احکامِ شرعیہ کی سات قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ فرض' واجب' مستحب' مباح' حرام' مکروہِ تحریمی' مکروہِ تنزیہی۔ مگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے احکام کی گیارہ قسمیں بیان کی ہیں اور مذکورہ بالا سات میں سنتِ مؤکدہ' سنتِ غیر مؤکدہ' اسائت اور خلافِ اولیٰ کا اضافہ کیا ہے۔

آپ کے ترجمۂ قرآنِ مجید "کنز الایمان" کے مطالعے سے ہر شخص اس حقیقت کو جان

سکتا ہے کہ اس میں علم و فضل کی فراوانی اور ترجمے میں اصل کی روح کی کار فرمائی کے ساتھ ساتھ عشق و محبت کا بھرپور اثر ہے۔ اس ترجمے کا دوسرے ترجموں کے ساتھ موازنہ کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عقیدت و محبت کے باعث اعلیٰ حضرت "کو قرآن فہمی کی صلاحیت بطورِ خاص ودیعت ہوئی ہے مثلاً پارہ ۹، رکوع ۱۸ کی ایک آیت کا ترجمہ کم و بیش باقی سب مترجموں نے کچھ اس طرح کیا ہے۔ "اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔" مولانا احمد رضاؔ کا ترجمہ یہ ہے۔ "اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے"۔

یہ عظیم مفسرؒ، محدثؒ، فقیہ، شاعر، عبقریٔ اسلام اور عاشقِ رسول ۱۴ جون ۱۸۵۶ کو بریلی میں پیدا ہوئے اور ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ (۱۹۲۱ء) کو جمعہ کے دن واصل بحق ہوئے۔

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے۔

=======☆☆☆=======

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا

عرشِ اعظم پر گئی اُن کی سواری واہ وا

ہر قدم پر قدسیوں کی صف پکاری واہ وا

ہم تھے عاصی ہو گئی بخشش ہماری واہ وا

مل گیا ہم کو درِ محبوبِ باری واہ وا

کس قدر ہے اوج پر قسمت ہماری واہ وا

ہے میسّر آپ کے یاروں کی یاری واہ وا

عاشقوں نے ان پہ اپنی جان واری واہ وا

دے گئے کیا ہی ثبوت جاں نثاری واہ وا

اس قدر کیف آفریں آمد تمھاری واہ وا
چار جانب نُورِ باری، مُشکباری واہ وا

واہ وا، کیا شان ہے آقا تمھاری واہ وا
حق نے بخشا خود مقامِ رازداری واہ وا

پیار کرتا ہے خدا بھی آپ سے یا مُصطفٰے
آپؐ کی شکلِ حسیں کتنی ہے پیاری واہ وا

اُدْنُ مِنّیِ کہہ کے خُود حق نے بُلایا آپ کو
وصل کی شب اور یہ آواز پیاری واہ وا

وہ نرالے رُخ سے ملنا طالب و مطلوب کا
دو کمانیں، وہ مُحیطِ ہمکناری واہ وا

تم شہا خیر البشر ہو اور ہم خیر الامم
ہے تمھاری واہ وا سے ہی ہماری واہ وا

اُن کے رُخ کا آئنہ، آئینہ دارِ رُوئے حق
حق نما آئینے کی آئینہ داری واہ وا

دیکھنے کو رکھ لیا آئینہ اپنے عکس کا
آئنہ گر کا رُخِ آئینہ داری واہ وا

علمِ صدرِ مصطفٰےؐ سینہ بہ سینہ موجزن
فیضِ درسِ مُصطفٰےؐ ہر سمت جاری واہ وا

اُن کے صدقے میں دُھلے جاتے ہیں عصیاں خلق کے
عاصیوں پر بارشِ الطافِ باری واہ وا

کار فرما آپؐ کے ہر کام میں قدرت کا ہاتھ
آپؐ کے ہر قول پر تائیدِ باری واہ وا

بے بدل، ضربُ المثل ان کا سُجود، ان کا قیام
پُوری پُوری شب عبادت میں گزاری واہ وا

کار فرما آپ کے ہر کام میں قُدرت کا ہاتھ !
آپ کے ہر قول پہ تائیدِ باری واہ وا

بے بدل، ضربُ المثل ان کا سجُود، ان کا قیام
پُوری پوری شب عبادت میں گزاری واہ وا

رُخ جدھر پھیرا، اُسی جانب صحابہؓ پھر گئے
خادموں کا جذبۂ طاعت گزاری واہ وا

ان کو حق نے خُود بنایا مالک و مُختارِ کُل
سرورِ عالم کی شانِ اختیاری واہ وا

ان کے در پر سَر جُھکانے سے ہوئے ہم مالامال
ہاتھ آئی دولتِ مقصد براری واہ وا

ان کے در سے بھیک ملنے پر یہ فوقیّت ملی
ہو گیا ادنےٰ گدا شاہوں پہ بھاری واہ وا

بے سہاروں، بے نواؤں پر کرم فرمائیاں
غم کے ماروں سے سُلوکِ غمگُساری واہ وا

ان کا آنا تھا کہ آئی ریگ زاروں پر بہار
ساتھ لے کے آئے کیا فصلِ بہاری واہ وا

اِک پیالہ دُودھ کا تھا اور بہتّر تشنہ لب
سیر ہو کر پی گئے سب باری باری واہ وا

مِل گیا انورؔ مجھے اُن کا سہارا وقت پر
راس آیا کیا ہی وقتِ سازگاری واہ وا

انورؔ فیروزپوری

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا

جب ہلال نعت گو کی آئی باری واہ وا
ہو گیا پھر انجمن پر وجد طاری واہ وا

عالم رویا میں ان کی جلوہ باری واہ وا
بن گیا ہے گھر مرا رحمت کی کیاری واہ وا

دُھل گئی فردِ عمل ساری کی ساری واہ وا
اے نبیِ رحمت، حبیب ذاتِ باری واہ وا

جب شبِ اسرا چلی، ان کی سواری واہ وا
رُک گئی دنیا پئے دیدار ساری واہ وا

گوشۂ غارِ حرا میں ایک خاموشی تری
سو دبستانِ فصاحت پر ہے بھاری واہ وا

فرشیوں پر بھی کرم ہے، عرشیوں پر بھی کرم
"ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا"

"یارسول اللہ" کسی نے کہہ دیا بے ساختہ
کیفیت سی ساری محفل پر ہے طاری واہ وا

رات بھر سجتے رہے دامانِ مژگاں پر درود
اے شبِ غم واہ وا، اے اشکباری واہ وا

توسنِ ماہِ دنا کے سُم کی حسرت میں ہلال
گریۂ شب میں تری اختر شماری واہ وا

ہلال جعفری

خامۂ قدرت کا حسنِ دستکاری واہ وا

چوٹ کیا کھائی ہے دل پر ہم نے کاری واہ وا
مرحبا! جذبِ جنوں یہ بے قراری واہ وا

لب پہ ہے صلِّ علیٰ کا ورد جاری واہ وا
نشۂ حُبِّ نبیؐ ہے دل پر طاری واہ وا

رحمۃ للعالمین بن کر محمدؐ آ گئے
کیا کرم گستر ہوئی ہے ذاتِ باری واہ وا

غفلتِ ماضی پہ نادم ہو کے عاصی آئے ہیں
یہ پشیمانی، نگوں ساری، یہ زاری واہ وا

عشقِ احمدؐ سے دل و جاں ہو گئے سرشار آج!

مل گئی ہے غم سے ہم کو رستگاری واہ وا

کتنا دہشتناک ہے صبحِ قیامت کا سماں!

"کیا اُمید افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا"

دیدۂ حسرت میں لہریں اشک کی اُٹھتی رہیں

نعت اِسی عالم میں لکھ دی ہم نے ساری واہ وا

اکرام فطرت

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمھاری واہ وا

ذکرِ سرور میں مری شب زندہ داری واہ وا

نعتِ ختم المرسلینؐ ہے لب پہ جاری واہ وا

چار سُو پھیلی ہے خورشیدِ حرا کی روشنی

چار سُو ہے چشمۂ فیضان جاری واہ وا

گُلستاں در گلستاں ہے نکہتِ خلقِ عظیم

ہے مُعطّر جان و دل کی کیاری کیاری واہ وا

وہ ملا رہبر ہمیں، کہیے جسے خیر الورےٰ

یہ نصیبے کی ہمارے، کامگاری واہ وا

اُلفتِ ماہِ عرب، مہرِ عجم کے فیض سے

ظُلمتِ غم سے ملی ہے رستگاری واہ وا

تھا شبِ اسرا یہ زباں پر ان کے اغفر اُمتی!
اپنی اُمت کس قدر تھی ان کو پیاری واہ وا

ثبت ہے جس پر شہادت آیۂ رُحماءُ کی!
بے مثال ان کے صحابہ کی ہے یاری واہ وا

دوشِ پیغمبر پہ سردارِ جوانانِ بہشت
یہ سوار، اللہ اکبر! یہ سواری، واہ وا

میں نے یزدانی لکھی جب نعتِ ختم المرسلینؐ
ہو کے بے خود رُوحِ دو عالم پکاری واہ وا

یزدانی جالندھری

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمھاری واہ وا

جا بجا چشمِ عنایت ہے تمہاری واہ وا
ہر طرف رحمت ہی رحمت ہے تمہاری واہ وا

کیا ہی معراجِ محبت ہے تمہاری واہ وا
عرش تک عظمت ہی عظمت ہے تمہاری واہ وا

ارفع و اعلیٰ رسالت ہے تمہاری واہ وا
انبیاء کو بھی ضرورت ہے تمہاری واہ وا

جتنی عظمت، جتنی شہرت ہے تمہاری واہ وا
تا قیامت تا قیامت ہے تمہاری واہ وا

درگزر اور عفو عادت ہے تمہاری واہ وا

کس قدر سادہ طبیعت ہے تمہاری واہ وا

کافروں نے بھی تمہیں پایا ہے صادق اور ا

دل نشیں کتنی صداقت ہے تمہاری وا

آدمیت کو مقامِ آدمیت دے دیا

کتنی ممنون آدمیت ہے تمہاری واہ وا

دستِ کافر میں پکارا پتھروں نے لا ال

ایک یہ ادنیٰ کرامت ہے تمہاری وا

ذکر کرتے ہیں تمہارا جنّ و انسان و ملک

خود خدا کے لب پہ مدحت ہے تمہاری واہ وا

دو جہاں پر ہی نہیں قبضہ تمہارا یا

خلق کے دل پر حکومت ہے تمہاری

وجہاں پیدا کیے حق نے تمہارے واسطے

ندگی پرور ولادت ہے تمہاری واہ وا

دل کو حاصل ہو گیا ہے اک سکونِ لازوال!

کتنی جاں پرور محبت ہے تمہاری واہ وا

جس نے دیکھا، دیکھتے کا دیکھتا ہی رہ گیا!

آئینے کی شکل صورت ہے تمہاری واہ وا

ہے تمہارا اُسوۂ حسنہ زمانے کے لیے

قابلِ تقلید سیرت ہے تمہاری واہ وا

بے نیازِ خوفِ عصیاں جا رہا ہوں حشر میں

"کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا"

مجھ کو حاصل ہی کہاں تھا نعت گوئی کا شرف

یہ تو اک چشمِ عنایت ہے تمہاری واہ وا

دونوں جاذب، دونوں دلکش، دونوں جانِ زندگی
ایسی صورت، ایسی سیرت ہے تمہاری واہ وا

اس سے بڑھ کر خوش نصیبی اور کیا ہوگی نثار
ان کی ہی چوکھٹ سے نسبت ہے تمہاری واہ وا

وہ تمہارے ہیں تو سب کچھ ہی تمہارا ہے نثار
ان کی قربت ہے تو جنت ہے تمہاری واہ وا

اصغر نثار قریشی

خامۂ قدرت کا حسنِ دستکاری واہ وا

خلق میں مشہور سیرت ہے تمہاری واہ وا
دشمنوں سے بھی مروّت ہے تمہاری واہ وا

کس قدر ذی شان عظمت ہے تمہاری واہ وا
بات کیا، قرآں کی آیت ہے تمہاری واہ وا

ہم گنہ گاروں کو جنّت کی بشارت، آفریں!
"کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا"

کافروں کو بھی تمہاری ذات پر تھا اعتماد
اے نبی، شانِ امانت ہے تمہاری واہ وا

اوّلِ مخلوق، انوارِ خدا، آخر نبی!
افضل و اعلیٰ نبوّت ہے تمہاری واہ وا

خلق میں سارے مسلماں بھائی بھائی بن گئے
حشر تک باقی کرامت ہے تمہاری واہ وا

ہے اُمیدِ دیدِ طیبہ میری آنکھوں میں وفاؔ
خطّۂ رحمت میں رحمت ہے تمہاری واہ وا

وفاؔ بدایونی

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمھاری واہ وا

واہ وا یہ بخت، یہ قسمت ہماری واہ وا
نعتِ سرور ہے ہمارے لب پہ جاری واہ وا

واہ وا یہ قدر، یہ قیمت ہماری واہ وا
ہم گُنہ گاروں کی خاطر اشکباری واہ وا

نغمۂ صلِّ علیٰ ہونٹوں پہ جب جاری ہُوا
بزمِ ہستی وجد میں آکر پُکاری واہ وا

اُن کے الطاف و کرم سے ہر زمانہ فیضیاب
ہر زمانے میں رہے گا فیض جاری واہ وا

کُھل کے برسی اس طرح دُنیا پہ رحمت کی گھٹا
ہو گئی سیراب ہر اک دل کی کیاری واہ وا

بندِ عشقِ مُصطفیٰ کا فیض ہے یہ سر بسر
ہو گئی ہر غم سے اپنی رستگاری واہ وا

آپ کی ہستی سراپا مظہرِ خُلقِ عظیم
دشمنِ جاں کی بھی کی تیمارداری واہ وا

باعثِ تسکینِ دل ہے اُن کی یاد، ان کا خیال
ہے قرارِ جاں ہماری بے قراری واہ وا

ان کی فُرقت میں ہیں صبح و شام آنکھیں اشکبار
ہو رہی ہے کشتِ دل کی آبیاری واہ وا

کتنے برسوں سے مدینہ دیکھنے کا شوق تھا
آ گئی ہے رازؔ آخر اپنی باری واہ وا

رازؔ کاشمیری

******

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا

نُور کی صُورت ہے یا صُورت تمہاری واہ وا
خُود ثنا خواں ہے تمہاری ذاتِ باری واہ وا

اُمّتِ عاصی کے غم میں اشکباری واہ وا
اپنی اُمّت آپ کو ہے کتنی پیاری واہ وا

واہ رے قُدرت نمائی مہد میں لیٹے ہُوئے
چاند سے کھیلے بہ عہدِ شیر خواری واہ وا

میزبانِ دو جہاں نانِ جویں تیری غذا!
تا ابد مہمان ہے مخلُوق ساری واہ وا!

تیری اُمّت کے گناہوں کو چھپایا رب نے خُود
کس قدر ہے رب کو تیری پاسداری واہ وا

تم ہو محبوبِ خدا، تم ہو امام الانبیاءؐ
کیوں نہ ہو خیر الامم اُمت تمہاری واہ وا

اُڑ رہا ہے پرچم رحمت تمہارا ہر طرف
سلطنت دونوں جہاں میں ہے تمہاری واہ وا

کر دیئے جذبات اپنے نعت میں سارے رقم
واہ مدّاحِ نبی صابر براری واہ وا

صابر براری (کراچی)

خامۂ قدرت کا حسنِ دستکاری واہ وا

حق نے دی ہے دو جہاں کی تاجداری واہ وا
مرحبا کیا شان ہے مولیٰ تمہاری واہ وا

ہم درِ شہ پر ہیں خم با انکساری واہ وا
کس قدر ہے اوج پر قسمت ہماری واہ وا

خادمانِ سرورِ کونین ہم مشہور ہیں
مومنو! ہم پر ہے کیسا فضلِ باری واہ وا

اُن کے نعلینوں پہ خم ہیں تاجدارانِ جہاں
ہیں عجب ذی شاں درِ شہ کے بھکاری واہ وا

عرش پر مہماں بُلا کر سیّدِ لولاک کو

کی خدائے پاک نے مہمان داری واہ وا

کرتے ہیں ظاہر یہ مظہرؔ شہ کے قرآنی خطاب

ہر ادا پیارے کی خالق کو ہے پیاری واہ وا

مظہر فاروقی (کراچی)

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا

ناسخِ ادیاں، رسالت ہے تمہاری واہ وا

قاطعِ باطل شریعت ہے تمہاری واہ وا

کرسی و لوح و قلم، عرشِ علیٰ، ارض و سما

یا رسول اللہؐ، یہ دولت ہے تمہاری واہ وا

قدسی و جنّ و بشر آتے ہیں یاں بہرِ سلام

مرجعِ کونین تربت ہے تمہاری واہ وا

کیف آگیں ہے فضا انفاسِ اطہر کے طفیل!

گلشنِ ہستی میں نزہت ہے تمہاری واہ وا

وسعتِ کون و مکاں ہے آپ کے زیرِ نگیں
دونوں عالم میں حکومت ہے تمہاری واہ وا

مجھ سے عصیاں کار کو اُمت میں شامل کرلیا
یہ قمر پر بھی عنایت ہے تمہاری واہ وا

ہے جہاں کا ذرہ ذرہ محوِ نغماتِ درود
اور ہر اک لب پہ مدحت ہے تمہاری واہ وا

حق تعالیٰ نے دیا ہے خیرِ اُمّۃ کا خطاب
کس قدر ذی شان ہے اُمت تمہاری واہ وا

والضحیٰ والیل کہہ کر حق نے کھائی ہے قسم!
مطلعِ انوار صورت ہے تمہاری واہ وا

اُدنُ مِنّی کی فضاؤں میں ہو تم گرمِ سفر!
واہ وا کیا شانِ رفعت ہے تمہاری واہ وا

اپنے تو اپنے ہیں بیگانے بھی بہرہ یاب ہیں
ہر کس و ناکس پہ شفقت ہے تمہاری واہ وا

گالیاں سن کے بھی فرمائی ہے رحمت کی دعا
دشمنوں پر بھی عنایت ہے تمہاری واہ وا

کافروں نے بھی تمہیں مانا ہے صادق اور امیں
اس قدر پاکیزہ سیرت ہے تمہاری واہ وا

انبیاء و مرسلیں میں افضل و اعلیٰ ہو تم!!!
اُمتوں میں بڑھ کے اُمت ہی تمہاری واہ وا

ہے تمہارے چاہنے والوں پہ دوزخ بھی حرام
ضامنِ جنت محبت ہے تمہاری واہ وا

دی شہادت سنگریزوں نے تمہارے روبرو
یہ وقار و شانِ عظمت ہے تمہاری واہ وا

دل میں اُمیدِ کرم لے کر، کیسے جاتا ہوں جرم!
"کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا

حضرتِ احمد رضا خاں کا یہ طبعی فیض ہے
میرے لب پر بھی جو مدحت ہے تمہاری واہ وا

مدحتِ محبوبِ حق کا حق ادا تم نے کیا
اے قمر، نذرِ محبت ہے تمہاری واہ وا

قمر یزدانی

▲▲▲▲

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا

خالقِ کونین کی مدحت نگاری واہ وا
مُصحفِ حق نعتِ اقدس ہے تمہاری واہ وا

جا رہی تھی جب شبِ اسریٰ سواری واہ وا
رُوحِ ہستی سامنے آ کر پکاری واہ وا"

تم شہِ کونین ہو صد مرحبا صلِّ علیٰ
دونوں عالم میں حکومت ہے تمہاری واہ وا

یہ مہ و خورشید و انجم کی ضیا افشانیاں
آپ کی خاطر ہے بزمِ کُن سنواری واہ وا

موجزن کس شان سے طیبہ میں ہو دریائے نور

اور اس دریا سے سب نہریں ہیں جاری واہ وا

سطوتِ باطل سبھی معدوم ہو کر رہ گئی

کفر پر ایسی لگائی ضرب کاری واہ وا

ہو رہی ہے یہ حقیقت مادمیّت سی عیاں

ہے تمہاری ہر ادا خالق کو پیاری واہ وا

دل میں اُمیدِ کرم لے کر کیے جاتا ہوں حضور

"کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا

ہے لبوں پر التجائے ربِّ اغفر اُمتی

اپنی اُمت کس قدر ہے تم کو پیاری واہ وا

تجھ سے ملتی ہے شمیمِ گلشنِ طیبہ ہمیں

واہ وا اے نکہتِ بادِ بہاری واہ وا

ڈھونڈتی پھرتی ہے مجرم کو ہجومِ حشر میں !!

کس قدر غمخوار رحمت ہے تمہاری واہ وا

ہم خطاکارانِ اُمت کو ملا اُن سا شفیع

کیسی اچھی ہے قمر قسمت ہماری واہ وا

قمر یزدانی
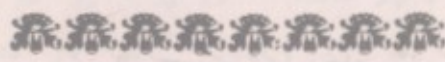
خامۂ قدرت کا حسن دستکاری واہ وا

آج مہماں رب کے ہیں محبوبِ باری واہ وا

ہے دو عالم پر سکوتِ عام طاری واہ وا

گاہ ہے مدثّر کہا، اور گاہ ہے مزمّل کہا

آپ کی ہر اک ادا ہے رب کو پیاری واہ وا

آپؐ کی تسکینِ خاطر کے لیے اللہ نے

سورتِ قرآں تدریجاً اُتاری واہ وا

اس جہانِ آب و گِل پر ہی نہیں ہے منحصر

"ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا"

چاند نے شق ہو کے مخفیؔ کر دیا آخر عیاں

کُل جہاں میں ہے حکومت ان کی جاری واہ وا

کبیرُ الدّین مخفی

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا

ذکر آقا میں مری بے اختیاری واہ وا

نام ہے سرکار کا ہونٹوں پہ جاری واہ وا

حبذا یہ غم، یہ سیلِ اشک باری واہ وا

یاد ان کی دل میں ہے جاری وساری واہ وا

مالک و مختارِ موجود و عدم ہوتے ہوئے

زندگی آقا نے عسرت میں گزاری واہ وا

یاد کے سورج کی کرنیں دل کے آنگن پر پڑیں

یہ کرم، یہ لطفِ حسنِ زر نگاری واہ وا

پرتوِ اوصافِ ذاتِ کبریا ان کا وجود

ان کی اُس سے اُس کی ان سے ہمکناری واہ وا

نسبتِ نعلین سے ہے محترم خاکِ حجاز
ہے کلامِ پاک میں سوگندِ باری واہ وا

ساکنِ سدرہ رہِ عرشِ بریں ہی میں رہا!
لامکاں کو تھی رواں اُن کی سواری واہ وا

کاسۂ سر میں جسے مل جائے اُنکے در کی بھیک
مرحبا اس کا مُقدّر، وہ بھکاری واہ وا

جدّ و جہدِ زندگی کے واسطے منزل ہے یہ
اُسوۂ آقا ہے وجہِ کامگاری واہ وا

روشنی بخشِ دلِ مُذنب ہے یادِ مصطفیٰؐ
جوئے بارِ نور کا دھارا ہے جاری واہ وا

ہیبت و شوکت گدایانِ درِ دولت کی ہے
کپکپی شاہانِ عالم پر ہے طاری واہ وا

صورتِ طٰسٓ، وجہِ کھٰیٰعص
چہرۂ احمد پہ یہ الطافِ باری واہ وا

مومنو، بھیجو درودِ پاک کا ہدیہ انھیں!
ہو گیا اللہ کا فرمان جاری واہ وا

شعر جب صبح و مسا مدحِ پیمبر میں پڑھیں
قُدسیوں تک میں نہ کیوں ہوگی ہماری واہ وا

ہو نہ پاداشِ جرائم اُن کے فیضِ لُطف سے
عرصۂ محشر میں وجہِ رستگاری واہ وا

مرحبا، صلِّ علیٰ اہلِ فلک کہنے لگے
نعت سُننے پر زباں جب بھی پکاری "واہ وا"

جاننا چاہو مقامِ سرورِ عالم اگر
ترمذی، مشکوٰۃ، مسلم اور بُخاری واہ وا

حضرتِ بوبکر و فاروق و غنی و مرتضےٰ
مصطفیٰ اصلِ علیٰ کی چار یاری واہ وا

حفظِ ناموسِ نبیؐ پر کتنے ذوق و شوق سے
غازی علم الدین نے جان اپنی واری واہ وا

خواب میں آقا نے اذنِ باریابی دے دیا
آ گئی آخر کو مجھ عاصی کی باری واہ وا

کونپلیں احساس کی مرجھا چلیں محمودؔ جب
آئی اُن کے ابرِ رحمت کی سواری واہ وا

دلنواز و دلپذیر و دل نشین و دِل رُبا
ہو گئی محمودؔ سے کیا نعت پیاری واہ وا

راجا رشید محمود ایم اے

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا

فہم سے برتر فضیلت ہے تمہاری واہ وا
تا ابد زندہ صداقت ہے تمہاری واہ وا

مژدۂ آسودگی، شرطِ نجاتِ اُخروی!!
طاعتِ خالق اطاعت ہے تمہاری واہ وا

دشمنوں کو حرفِ شیریں سے بنایا جانثار!
دل رُبایانہ فراست ہے تمہاری واہ وا

بخش دینا ہی تمہارا جاوداں شیوہ رہا!
درگزر کرنے کی عادت ہے تمہاری واہ وا

بے سہاروں کو تمہارا ہی سہارا ہے سدا
بے نواؤں پر عنایت ہے تمہاری واہ وا

اے تمہاری ضربِ کاری ظلم و استبداد پر!!

رحمتِ جاری نبوت ہے تمہاری واہ وا

زندگی میں ضوفشاں صدق و صفا، مہر و وفا
آدمیت میں شرافت ہے تمہاری واہ وا

علم کی، انصاف کی، تہذیب کی، اخلاق کی
آدمی زادوں کو دعوت ہے تمہاری واہ وا

آج تک روشن تمہارے نقشِ پا سے کہکشاں!
رشکِ مہر و ماہ رفعت ہے تمہاری واہ وا

اے تمہارے معرکوں سے دم بخود عشق و خرد
جان و دل پر ثبت عظمت ہے تمہاری واہ وا

اے تمہاری ذات میں معراجِ احساس و شعور
حاصلِ تخلیق سیرت ہے تمہاری واہ وا

(میجر) محمد عاشق

خامۂ قدرت کا حسنِ دستکاری واہ وا

سورتِ قرآں ہے کیا صورت تمہاری واہ وا
خامۂ فطرت کا حسنِ نقش کاری واہ وا

الفت و عشقِ حبیبِ ذاتِ باری واہ وا
ہے یہی لے دے کے بس دولت ہماری واہ وا

مظہرِ نورِ خدا کی جلوہ باری واہ وا!
ہو رہے ہیں جس پہ عرش و فرش واری واہ وا

وہ شہِ ارض و سما ہیں، صاحبِ لولاک ہیں!
عرشِ اعلیٰ پر گئی اُن کی سواری واہ وا

آن واحد میں گئے فرشِ زمیں سے عرش تک
وہ براق اور آپ کی وہ شہ سواری واہ وا

آپ کے جود و سخا کی جابجا شہرت ہوئی
از ثریا تا ثریٰ ہے فیض جاری واہ وا

دشمنانِ جان و ایماں سے بھی عفو و درگزر
واہ وا یہ حلم اور یہ بُردباری واہ وا

حالتِ سجدہ میں بھی پیشِ نظر اس کا خیال
اپنی اُمّت آپ کو کتنی ہے پیاری واہ وا

ہے تمہارے بُشرۂ انور سے ہر شے مستنیر
ہو گئیں تاریکیاں کافور ساری واہ وا

ہم گنہ گارانِ اُمّت کو بھی اُمیدِ کرم!
"کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا"

دُھل گئے اشکِ غمِ ہجراں سے میرے سب گناہ
رنگ کیا لائی ہے میری اشکباری واہ وا

رحمۃ للعالمینؐ کی چشمِ رحمت کے سبب!
ہر طرف اک چشمۂ فیضاں ہے جاری واہ وا

سُرخروِ عشقِ نبیؐ میں میں بھی ہوں گا ایک دن!!
میری آنکھوں سے بھی ہوگا خُون جاری واہ وا

اُٹھ گئے پردے تعیّن کے شبِ اسریٰ تمام
ہو گیا آخر ظہورِ پردہ داری واہ وا

ہو گئے جو عظمتِ نامِ محمدؐ پر فدا
مل گئی جنّت کی ان کو راہداری واہ وا

ابوالطاہر فدا حسین فداؔ

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا

ہے رُخِ احمد جمالِ ذاتِ باری واہ وا
ہیں تصدّق جس پہ سب نوری و ناری واہ وا

عرش سے تا فرش ہے ہر سُو تمہاری واہ وا
ہے تمہاری واہ واہی سے ہماری واہ وا

بہرِ استقبال تھی اس دم وہ ذاتِ لم یزل
عرش پر حضرت کی جب پہنچی سواری واہ وا

صاحبِ معراج ہیں وہ رازدارِ کُن فکاں!
طالب و مطلوب کی یہ رازداری واہ وا

گونج ہے صلِّ علیٰ کی لامکاں سے بھی پرے
ہو رہی ہر سمت ہے واللہ تمہاری واہ وا

ان کی سیرت کے تصدق ان کی صورت پر نثار
بندگانِ عشق کی یہ بے قراری واہ وا

تا ابد قائم رہے یارب یہ میری بیخودی!
کیفِ عشقِ مصطفےٰ مجھ پر ہے طاری واہ وا

تھے نگوں سر اُنکے آگے لات و عزّیٰ و ہبل
دم بدم تھا جن کے لب پر ذکرِ باری واہ وا

آپ کے میلادِ اقدس پر گرے بُت منہ کے بل
"اللہ اللہ"! دہر کی ہر شے پکاری واہ وا

ذرہ ذرہ نورِ حق سے جگمگا اُٹھا وہیں!
ساعتِ تنزیلِ قرآں کیا تھی پیاری واہ وا

وجہ تخلیقِ دو عالم، مالک و مختارِ کُل
ہے عطا حق سے اُنھیں یہ تاجداری واہ وا

ذاتِ والا آپ کی اک مشعلِ راہِ ہُدیٰ
اور پئے الحاد و باطل ضربِ کاری واہ وا

سائلِ انوار بن کر مہر و مہ صبح و مسا!
در پہ آتے ہیں تمھارے باری باری واہ وا

معصیت گویا ہے میری یوں زبانِ حال سے
"کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمھاری واہ وا"

ہو گیا حالِ فداؔئے زار پر اُن کا کرم
اس خطا کارِ ازل کی رُستگاری واہ وا

ابوالطاہر فدا حسین فداؔ

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمھاری واہ وا

یا نبیؐ کیا شان و شوکت ہے تمھاری واہ وا
شہرِ امکاں پر حکومت ہے تمھاری واہ وا

تم امام الانبیاء ہو، رہبروں کے راہبر
مقصدِ منزل قیادت ہے تمھاری واہ وا

فلسفی شرمندہ ہیں، نادم دلیلِ منطقی!
مرحبا! کیا خوب حجت ہے تمھاری واہ وا

پیکرِ مہر و وفا ہو، قاطعِ جور و جفا
دشمنوں پر بھی عنایت ہے تمھاری واہ وا

شمعِ بزمِ آدمیت شہرِ یزداں کی ضیاء
فرش سے تا عرش عظمت ہے تمہاری واہ وا

صبحِ نَو کے رُخ پہ ہے غازہ تمہارے نور کا
پھول کی پتی میں نکہت ہے تمہاری واہ وا

تم شہنشاہِ رسولاں، تم ہو مختارِ جہاں
حشر تک جاری رسالت ہے تمہاری واہ وا

ہر قدم وجہِ سحر ہے، ہر عمل ہے تابناک
صورتِ انوار سیرت ہے تمہاری واہ وا

خلق کو خلق و مُروّت کا دیا درسِ جمیل
امن کا سورج صداقت ہے تمہاری واہ وا

ہر دُکھی انساں کے درد و غم کا درماں ہو تمہی
بے کسوں کی جان، رحمت ہے تمہاری واہ وا

لعل و گوہر دامنِ مُفلس پہ ہیں آراستہ
مُشفقِ دَوراں پہ شفقت ہے تمہاری واہ وا

روزِ محشر فردِ عصیاں کا اُسے کچھ غم نہیں
سر پہ صحرائی کے رحمت ہے تمہاری واہ وا

صحرائی گورداسپوری
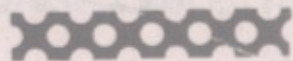
خامۂ قدرت کا حسن دستکاری واہ وا

مصطفےٰ کا نام ہے ہونٹوں پہ جاری واہ وا

وجد کی حالت ہے اہلِ دل پہ طاری واہ وا

زندگی ہر دو جہاں نے پائی اُن کے فیض سے

دو جہاں پر ان کا یہ احسان بھاری واہ وا

جب سرِ قوسین پہنچے ، فاصلہ کیا رہ گیا

یہ شبِ اسرٰی خدا سے راز داری واہ وا

باغِ ہستی میں ہمارے ، انکے دم سے ہے بہار

کیوں نہ اپنی زندگی ھم کو ہو پیاری واہ وا

آپؐ کے در پر جبیں سائی کی ہے اِک آرزو

حیدرِ ناچیز کی یہ انکساری واہ وا

آغا محمد علی حیدر

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا

یہ نوازش ، یہ عنایت ہے تمہاری واہ وا

ہر طرف رحمت ہی رحمت ہے تمہاری واہ وا

کیا گلستانِ مدینہ ، اور کیا خلدِ بریں

عرشِ اعظم تک ریاست ہے تمہاری واہ وا

رات ہے محتاجِ گیسو، دن ہے رُخ سے فیضیاب

ہر تغیّر پر حکومت ہے تمہاری واہ وا

حشر تک چلتا رہے گا کاروانِ دین و دل

تا ابد زندہ قیادت ہے تمہاری واہ وا

جیسے دل کی دھڑکنوں میں ہے صدائے لا الٰہ

یُوں مجھے حاصل رفاقت ہے تمہاری واہ وا

رات کے کالے بدن پر بھی ہے نورانی لباس

یہ توجہ، یہ محبت ہے تمہاری واہ وا

لمحہ لمحہ کو تجسس ہے تمہاری ذات کا

ہر ضرورت کو ضرورت ہے تمہاری واہ وا

جس طرف اُٹھی نظر، پیدا اُجالے ہو گئے

نور ہو، پُر نور شفقت ہے تمہاری واہ وا

شر کے شعلے اس کی راہوں میں ٹھہر سکتے نہیں

خیر کا سرچشمہ اُمت ہے تمہاری واہ وا

پارساؤں سے مُرتّب ہے گُنہ گاروں کی صف

"کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا

نعت کے افکار سے ذہنِ ارم میں ہے بہار

یہ لطافت، یہ فصاحت ہے تمہاری واہ وا

ارم حسانی : رُکن پاکستان سُنی رائٹرز گلڈ

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا

اپنے بیگانوں پہ شفقت ہے تمہاری واہ وا

دو جہاں میں عام اُلفت ہے تمہاری واہ وا

آنکھ میں جلوے تمہارے دل ہے پابندِ وفا

دیدہ و دل پر حکومت ہے تمہاری واہ وا!

یہ زمین و آسماں، یہ انجم و گُل تم سے ہیں!

ہر طرف رخشندہ صُورت ہے تمہاری واہ وا

کیوں نہ ہو ہر شے کے لب پر رات دن صلِّ علیٰ

ضو فشاں ہر سو محبت ہے تمہاری واہ وا!

تم پہ ہیں موقوف بزمِ دو جہاں کی عظمتیں

اوّل و آخر نبوت ہے تمہاری واہ وا

تم نے بخشا ہے چمن کو رنگ و نورِ زندگی

لالہ و گُل میں صباحت ہے تمہاری واہ وا

سربسر فرمانِ باری ہے تمہاری گفتگو
ہُوبہو قرآن سیرت ہے تمہاری واہ وا

خلق کی کیا بات وہ تو جان و دل سے ہے نثار
خالقِ اکبر کو چاہت ہے تمہاری واہ وا

ناز بردارِ یتامیٰ ہو، مساکیں کے شفیق!
ہر طرف شفقت ہی شفقت ہے تمہاری واہ وا

حادثاتِ دہر کی دُھوپوں کا مُجھکو خوف کیا
سایہ افگن مجھ پہ رحمت ہے تمہاری واہ وا

نعت کا مضمون ہے فکرِ حمید زار میں!!
اس کے ہونٹوں پر بھی مدحت ہے تمہاری واہ وا

حمید صابری

خامۂ قدرت کا حُسنِ دستکاری واہ وا

چشمۂ فیض و کرم ہر سُو ہے جاری واہ وا
شان کیتنی ہے مرے آقا تمہاری واہ وا

گُلشنِ توحید کی اِک اِک روِش شاداب ہے
چل رہی ہے ہر طرف بادِ بہاری واہ وا

منصبِ پیغمبری کا حق ادا ہو کر رہا!
جس طرح تُم نے نبھائی ذمّہ داری واہ وا

ابنِ مریمؑ کو بھی آخر مرحبا کہنا پڑا
عرش تک جب آپکی پہنچی سواری واہ وا

ایسے عالم میں بھی تُم اُن کو دُعا دیتے رہے
جبکہ کافر کر رہے تھے سنگ باری واہ وا

مال و زر تو اک طرف، قُربان تھے سو جان سے
آپؐ کے اصحابؓ کی یہ جانثاری واہ وا

جذبۂ باطل پرستی سرد ہو کر رہ گیا
کُفر پر ایسی لگائی ضرب کاری واہ وا

احمدؐ مختار کی مدحت سرائی کے لیے
آ گئی محفل میں اب سرور کی باری واہ وا

سرور پسروری (ضلع سیالکوٹ)
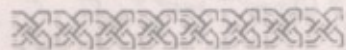
کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا

پھر لگی گلشن میں ہونے لالہ کاری واہ وا
پھر چلی موجِ نسیمِ نوبہاری واہ وا

دردِ اُمت میں بپا ہے اشکباری واہ وا
پردہ دارِ عاصیاں، یہ پردہ داری واہ وا

ظلمتوں میں نورِ شمعِ مصطفےٰؐ کی روشنی
بے نواؤں بے کسوں کی طرفداری واہ وا

نام لیواؤں میں ان کے نام اپنا آ گیا
ہنس پڑی بے ساختہ قسمت ہماری واہ وا

بولتے انداز میں وہ اُن کے دستِ ناز پر
بوسہ دینے کو جھکی پرہیزگاری واہ وا

جھوم کر لینے کو اُٹھیں خود خدا کی رحمتیں!
عرش کے نزدیک جب پہنچی سواری واہ وا

ہم نے نادرؔ آج تک حبِّ رسولِ پاک میں
زندگی جیسے گزرتی تھی۔ گزاری واہ وا

نادرؔ جاجوی (فیصل آباد)

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا
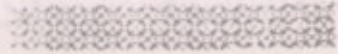
آئی کوئے دوست سے بادِ بہاری واہ وا
تھم گئی بے چین دل کی بے قراری واہ وا

ماہِ طیبہ کی تجلّی کا جب آتا ہے خیال!!
جوئے اشک آنکھوں سے ہو جاتی ہے جاری واہ وا

اُن کے در تک تھے ہزاروں جان لیوا مرحلے
جذبۂ دل نے مگر ہمت نہ ہاری واہ وا

داغِ عصیاں دامنِ دل سے مٹتے جاتے ہیں دُور
یادِ آقا میں یہ میری اشک باری واہ وا

محفلِ ہستی کا ہر گوشہ مُنوّر ہو گیا
اُس چراغِ رازِ حق کی جلوہ باری واہ وا

میری پیشانی ہے بوسہ گاہِ جبریلِ امیںؑ !
اُن کا سنگِ در، مری سجدہ گزاری واہ وا

بادہ خوارِ چشمِ ساقی ہوں نہ یوں مجھ پر ہنسو!
میری مستی ہے کمالِ ہوشیاری واہ وا

مَیں ہوں طارق جانثارِ سرورِ کون و مکاں
اور ہوں گے وہ، ہے جن کو جان پیاری واہ وا

عبدالقیوم طارق سلطان پوری
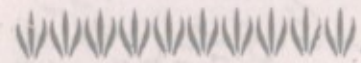
خامۂ قدرت کا حسنِ دستکاری واہ وا

خیر و برکت چشمِ رحمت ہے تمہاری واہ وا
قابلِ تعریف سیرت ہے تمہاری واہ وا

سب حقوق اللہ حقوق العبد جس میں درج ہیں
منفرد سب سے شریعت ہے تمہاری واہ وا

ہمدم و اغیار سب کے دل میں جس نے گھر کیا
کتنی دل افروز سیرت ہے تمہاری واہ وا

با خبر جس نے کیا دُنیا و عقبیٰ سے ہمیں!
دُور رس چشمِ بصیرت ہے تمہاری واہ وا

نوعِ انساں کی ہر اک مشکل کو آساں کر دیا
دو جہاں میں درحقیقت ہے تمہاری واہ وا

ایک عادلؔ ہی اکیلا تو نہیں مدحت سرا
نقش ہر دل پر محبت ہے تمہاری واہ وا

وہاب عادل
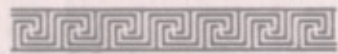
کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا

مہرباں ہم پر ہوئے محبوبِ باری واہ وا
واہ وا، اب آگئی اپنی بھی باری واہ وا

عرش کی جانب چلی ان کی سواری واہ وا
حور و غلماں ہو رہے ہیں صدقے واری واہ وا

ہر گلِ تر مسکرایا دیکھ کر صورت تری
ہر کلی صحنِ گلستاں میں پکاری "واہ وا"

سرورِ کون و مکاں نے یاد فرمایا ہے آج
کس قدر خوش بخت ہی قسمت ہماری واہ وا

ہم کو دنیا میں بھی عزت سے نوازا آپ نے
آبرو محشر میں بھی رکھ لی ہماری واہ وا

چاند، سورج اور ستارے آپ پر صدقے ہوئے

حق نے تیرے سر سے ہر منت اتاری واہ وا

بزمِ دو عالم تمہارے نور سے روشن ہوئی
محفلِ کون و مکاں تم نے سنواری، واہ وا

آپ کے در سے فقیروں کو ملی ہے خسروی
آپ کے تابع ہوئی مخلوق ساری واہ وا

شکر اکر جانبِ طیبہ سے اُٹھی ہے گھٹا
رقص فرما ہو گئی بادِ بہاری، واہ وا

ہم گنہ گاروں کے دُھل جائینگے اشرف سب گناہ
رحمتِ حق کی ہوئی ہے نہر جاری واہ وا

قمر اشرف
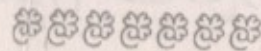
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا

یہ مصوّر کا کمالِ دستکاری واہ وا
شیشۂ عالم پہ کیا صورت اُتاری واہ وا

خضر بن کر آئے وہ محبوبِ باری واہ وا
راہ سے بھٹکوں پہ یہ شفقت گزاری واہ وا

پیاس پیاسوں کی بجھائی وادیٔ بے آب سے
آپ ہی کا چشمۂ رحمت ہے جاری واہ وا

جس اشارے کی بدولت چاند ٹکڑے ہو گیا
اُس اشارے میں شفاعت ہے ہماری واہ وا

بے سہاروں کا سہارا بن گئے ہر گام پر
کس قدر انسان سے نسبت ہو پیاری واہ وا

وقت کا نمرود ہو یا وقت کے لات و منات
ہر صنم پر آپؐ کی ہیبت ہو طاری واہ وا

سادگی، سچائی، شیرینی، رواداری، غنا
شاہِ بطحا کی یہی دولت ہے ساری واہ وا

کچھ نہیں اقبالؔ اک نقشِ ندامت کے سوا
ایسے مجرم پر عنایت ہو تمہاری واہ وا

ڈاکٹر اقبال سرہندی
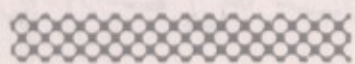
خامۂ قدرت کا حسنِ دستکاری واہ وا

عشقِ پیغمبر میں اپنی بے قراری واہ وا
ان کا اسمِ پاک ہونٹوں پر ہے جاری واہ وا

روبروئے روضۂ اطہر سراپا کیف ہیں!!
ایسے عالم میں ہماری اشک باری واہ وا

سرورِ کونین کا دامن جو آیا ہاتھ میں
جاگ اٹھی ہے قسمتِ خفتہ ہماری واہ وا

بادشاہِ ہر دو عالم، حکمرانِ جان و دل
سادگی میں زندگی اس نے گزاری واہ وا

گلشنِ ہستی کو تازہ زندگی حاصل ہوئی
جب مدینے سے چلی بادِ بہاری واہ وا

ساقیٔ کوثر نے ایسے جام بھر بھر کر دیئے

بادہ کش ہیں بے نیازِ بادہ خواری واہ وا

دیکھیئے شیخین و عثمان و علی کا مرتبہ

خدمتِ آقا میں ان کی خاکساری واہ وا

رستگاری ہو گئی محشر میں تو بولا قمر!!

"کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا"

محمد انور قمر قصوری

♠♠♠♠♠♠♠♠♠

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ وا

دل ہے اس پر صدقے، جاں بھی اس پہ واری واہ وا

جس کی صورت ہے مرے مولا کو پیاری واہ وا

رب کے ہیں محبوب وہ ہم بھی ہیں اُن کے اُمتی

پہلے اُن کی واہ وا ہے، پھر ہماری واہ وا

آپ کے تلووں سے آنکھیں مل کے جبریلِ امیں

کرتے ہیں اظہارِ عجز و انکساری واہ وا

اے زہے قسمت، محمدؐ سے نبی ہم کو ملے

جاگ اُٹھی سوئی ہوئی قسمت ہماری واہ وا

بحر و بر، شمس و قمر سب تابع فرمان ہیں
حکم والا ہر دو عالم میں ہے جاری واہ وا

دوست ہو دشمن ہوا اپنا ہو کہ کوئی غیر ہو
سب کی کرتے ہیں وہ یکساں غمگساری واہ وا

سدرہ سے چل کر دنیٰ سے آگے بڑھ کر آپ کی
لامکاں کی حد سے بھی گزری سواری واہ وا

دیکھ کر صدق و صفا اُن کا، کہا کفّار نے!!!
زُہد و تقوے واہ وا، پرہیزگاری واہ وا

آپ کی شانِ شفاعت کے سبب محمود کی
ہو گئی محشر سے جلدی رستگاری واہ وا

حکیم محمد محمود الوری

--*-*-*-*
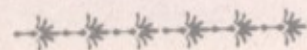
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا

جس کے دل میں بھی محبّت ہے تمہاری واہ وا
اس پہ بے پایاں عنایت ہے تمہاری واہ وا

سبز گُنبد کے حسیں جلوے ہیں رقصاں آنکھ میں
فرش سے تا عرش رحمت ہے تمہاری واہ وا

گُلشنِ دل میں کھلے ہیں آپؐ کی یادوں کے پھول!
لب پہ ہر دم صرف مدحت ہے تمہاری واہ وا

میں ہوں عاصی اور تم ہو شافعِ روزِ جزا!
بہرِ اُمّت ہی شفاعت ہے تمہاری واہ وا

بخشش اُمت کا وعدہ لے لیا اللہ سے

کس قدر خوش بخت اُمّت ہے تمہاری واہ وا

کیا بتائیں، لفظ و معنیٰ کو کیا یہ مقدرت!!

حلؔ کے دل میں کتنی عزّت ہے تمہاری واہ وا

محمد صدیق حلؔ

▲▲▲▲▲
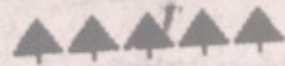
خامۂ قدرت کا حُسنِ دستکاری واہ وا

کیا جمال افروز رحمت ہے تمہاری واہ وا

فرش سے تا عرش عظمت ہے تمہاری واہ وا

مہربانی سب غریبوں پر کیا کرتے ہو تم

اور مسکینوں پہ شفقت ہے تمہاری واہ وا

معصیت کوشوں کو بھی خُلدِ بریں کا ہے یقیں

اس قدر حتمی شفاعت ہے تمہاری واہ وا

دوستوں پر تو سبھی کرتے ہیں الطاف و عطا

دشمنوں پر بھی عنایت ہے تمہاری واہ وا

دیکھ کر گُلشن کی رونق پھلؔ بھی کہتا ہے یہی

لالہ و گُل میں حلاوت ہے تمہاری واہ وا

پھلؔ اُگروی

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمھاری واہ وا

دل غم امروز و فردا سے ہے عاری واہ وا
آپ نے امت کی کیا حالت سنواری واہ وا

پیرو مولا سے ہو غفلت شعاری واہ وا
ناجی ہوتے ہوتے کیوں ہو جائے ناری واہ وا

آپ کا لطف و کرم میری رگ و پے کے لیے
خون کی مانند ہو جاری و ساری واہ وا

آپ کا اک ذکر خوشیوں کی ضمانت ہو سکے
آپ کا اک نام وجہِ غمگساری واہ وا

یہ رسول شان تھی اپنے تو کیا اغیار کی
آپ نے فرمائی ہے تیمارداری واہ وا

حسنِ ستاری تو دیکھو رکھ لیا اس کا بھرم
پردہ در کی آپ نے کی پردہ داری واہ وا

ڈھونڈتا ہے آج تک وہ اپنے زخموں کا علاج
کفر پر ایسا لگایا زخمِ کاری واہ وا

اک جہاں تو پا رہا ہے آپ سے اذنِ نیا
میری آخر کیوں نہیں آئی ہے باری واہ وا

ایک در کے بعد کیوں در در لگاؤں گا صدا
خلق نے سمجھا ہے کیا مجھ کو بھکاری واہ وا

ق

یوں بھلا کیا کم تھے بشر ہوتے ہوئے ختم رسل
پھر قلمکارِ ازل کی میناکاری واہ وا

پیکرِ سادہ میں بھی قوسِ قزح کے [illegible]
جامۂ اطلس پہ ہو گوٹہ کناری واہ وا

آپ کی تعلیم نے بخشی حیاتِ نو ہمیں
دشمنِ جاں کو ہوئی ہے جاں پیاری واہ وا

خلق و لطف و حلم و صبر و ضبط کے پیشِ نظر
غیر بھی کرنے لگے آخر تمھاری واہ وا

کیوں نہ اک تسبیح اس کے نام کی پڑھ لوں خیال
ہجر میں کیوں میں کروں اختر شماری واہ وا

وحید خیال

اخبارِ نعت

اثر انصاری اکیڈمی، فیض پور خورد کی ماہانہ محفلِ میلاد

اس بار محفلِ میلاد کی تقریب کا عنوان تھا "حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات۔" صدارت حافظ افتخار احمد ساجد گجراتی نے کی۔ مہمانِ خصوصی محمد عثمان بھٹی اور میاں منیر احمد نوشاہی تھے۔ محفل کا آغاز صاحبِ صدارت نے تلاوتِ قرآنِ مجید سے کیا۔ پھر محمد اسلم اور شہباز احمد ساغر نے بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ نعت پیش کیا۔ عنوان کے تحت منظوم کلام اور نثری مضامین جن حضرات نے پڑھ کر سنائے، ان کے اسماءِ گرامی ہیں۔ محمد فرقان خان، فضل قیوم خان تخن، عبدالجبار اثر انصاری، خالد حسین کھوکھر، محمد شہباز ساغر، کامران اقبال، علامہ گلشن شرقپوری، اقبال راہی، خان مستانہ، شہادت علی شاہد، محمد ضیاء اللہ نوشاہی، صوفی محمد اشرف، عبدل لوہار، اکرم یگانہ، علامہ قمر شرقپوری، ملک محمد یعقوب دلشاد، ایم صادق دیوانہ، کشور علی صابر (خانیوال) اللہ رکھا ساگر، پچل اگروی، سید حسن نظامی، فرزند گورداسپوری، ڈاکٹر نازش نقوی اور افتخار احمد ساجد گجراتی۔

(اکرم یگانہ)

پُل ٹوریاں ضلع شیخوپورہ میں نعتیہ مشاعرہ

پُل ٹوریاں، تحصیل ننکانہ صاحب (جڑانوالہ روڈ) ضلع شیخوپورہ میں نعتیہ مشاعرے کی صدارت پروفیسر محمد اکرم شاہد نے کی۔ مہمانِ خصوصی علامہ قمر، علامہ گلشن، اثر انصاری

فیض پوری، میاں اللہ دتہ آسی، شہادت علی شاہد ریحانوی اور میاں محمد عاشق (موڑ کھنڈا) تھے۔ تلاوتِ قرآنِ پاک سے محفل کا آغاز ہوا۔ مولانا مشتاق احمد قادری اور محمد رمضان خاکی نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہدیۂ نعت پیش کیا۔ عبدالرشید مولا، الحاج عبداللطیف صابری قادری، منظور احمد منظور، خالد حسین کھوکھر، ابراہیم کلیم، نیاز ملک انبالوی، علامہ گلشن، علامہ قمر اور پروفیسر اکرم شاہد نے اپنا اپنا نعتیہ کلام سنایا۔

(شاہد ریحانوی)

بارھویں کا حلقۂ درود

۱۲۔ ذوالحجہ کو بعدِ مغرب ایڈیٹر "نعت" راجا رشید محمود کے ہاں حلقۂ درودِ پاک کا اہتمام کیا گیا جس میں پروفیسر ضیاء المصطفیٰ قصوری (ماہرِ مضمونِ عربی، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور) نے محبتِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے مؤثر تقریر کی۔ شرکائے محفل کو بتایا گیا کہ ۱۲۔ محرم الحرام کو تسنیم الدین احمد (ناظمِ نشرواشاعت "ایوانِ نعت رجسٹرڈ") کے کارخانے واقع ملتان روڈ پر اور ۱۲ صفرالمظفر کو رفیق احمد خاں کے گھر (واقع نظیر آباد) میں نمازِ عصر کے بعد محفلِ درودِ پاک منعقد ہو گی۔ اور ۱۲۔ ربیع الاوّل شریف کو حسبِ سابق، صبح فیاض حسین چشتی نظامی کے ہاں (علی ہاؤس، مسلم ٹاؤن) اور شام کو ایڈیٹر نعت کے ہاں محفلِ درود و نعت ہو گی۔ ان شاء اللہ۔ بشرطِ زندگی!

(خلیل احمد نوری)

ماہنامہ "نعت" لاہور

۱۹۸۸ء کے خاص نمبر

- جنوری ——— حمدِ باری تعالیٰ
- فروری ——— نعت کیا ہے
- مارچ ——— مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اوّل)
- اپریل ——— اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ اوّل)
- مئی ——— مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
- جون ——— اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ دوم)
- جولائی ——— نعتِ قدسی
- اگست ——— غیر مسلموں کی نعت (حصہ اوّل)
- ستمبر ——— رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبروں کا تعارف (حصہ اوّل)
- اکتوبر ——— میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اوّل)
- نومبر ——— میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
- دسمبر ——— میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ سوم)

ماہنامہ نعت لاہور کے ۱۹۸۹ء خاص نمبر

- جنوری — لاکھوں سلام (حصہ اول)
- فروری — رسول نمبروں کا تعارف (حصہ دوم)
- مارچ — معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اول)
- اپریل — معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
- مئی — لاکھوں سلام (حصہ دوم)
- جون — غیر مسلموں کی نعت (حصہ دوم)
- جولائی — کلامِ ضیاء (علامہ ضیاء القادریؒ) حصہ اول
- اگست — کلامِ ضیاء (حصہ دوم)
- ستمبر — اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ سوم)
- اکتوبر — درود و سلام (حصہ اول)
- نومبر — درود و سلام (حصہ دوم)
- دسمبر — درود و سلام (حصہ سوم)

ماہنامہ نعت لاہور ۱۹۹۰ء کے خاص نمبر

- جنوری — حسن رضا بریلوی کی نعت
- فروری — رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبروں کا تعارف (حصہ سوم)
- مارچ — درود و سلام (حصہ چہارم)
- اپریل — درود و سلام (حصہ پنجم)
- مئی — درود و سلام (حصہ ششم)
- جون — غیر مسلموں کی نعت (حصہ سوم)
- جولائی — اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ چہارم)
- اگست — وارثیوں کی نعت
- ستمبر — آزاد بیکانیری کی نعت (حصہ اول)
- اکتوبر — میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ چہارم)
- نومبر — درود و سلام (حصہ ہفتم)
- دسمبر — درود و سلام (حصہ ہشتم)

ماہنامہ نعت لاہور

۱۹۹۱ء کے خاص نمبر

جنوری	ــــ ✿	شہیدانِ ناموسِ رسالت (اول)
فروری	ــــ ✿	شہیدانِ ناموسِ رسالت (دوم)
مارچ	ــــ ✿	شہیدانِ ناموسِ رسالت (سوم)
اپریل	ــــ ✿	شہیدانِ ناموسِ رسالت (چہارم)
مئی	ــــ ✿	شہیدانِ ناموسِ رسالت (پنجم)
جون	ــــ ✿	غریبؔ سہارنپوری کی نعت
جولائی	ــــ ✿	نعتیہ مسدّس
اگست	ــــ ✿	فیضانِ رضاؔ
ستمبر	ــــ ✿	عربی ادب میں ذکرِ میلاد
اکتوبر	ــــ ✿	سراپائے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
نومبر	ــــ ✿	اقبالؔ کی نعت
دسمبر	ــــ ✿	حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچپن

قرآنِ حکیم کی مقدس آیات اور احادیثِ نبویؐ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ اِن کا احترام آپ پر فرض ہے۔ ماہنامہ نعت کا ہر صفحہ حضورِ سرورِ کائنات علیہ السّلام والصلوٰۃ کے ذکرِ مبارک سے مزّین ہے۔ لہٰذا ماہنامہ نعت کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

ماہنامہ نعت لاہور کا فون نمبر تبدیل ہو گیا ہے۔

نیا فون نمبر: 463684